



درس قرآن

پیغامِ مُصطفیٰ

پیرائے رسول و مآلی و آثارِ محمدیہ و اہل بیت علیہم السلام



میلاد کی شرعی
حیثیت اور
منکرین میلاد

مولانا شہزاد احمد علی خاں جالندھری

درسِ حدیث
سب کو جو کچھ ملا
حضورِ ملا

از: امیر مہر کم از کم کتابی

دارالافتاء

قاسم خزانہ البیہ

مولانا امیر رضا علی خاں

حق مہر کم از کم کتابی
جو زمینیں کئی سالوں سے متنازعین کے زیرِ کاشت
ہوں کیا شرعاً وہ ان کے مالک بن جائیں گے؟
مسجد کی بلائی منزل پر کھانسی کا علاج
شیخ الحدیث و الفقیہ مولانا امیر مہر کم از کم کتابی

کلامِ رضا اور عشقِ مصطفیٰ

مولانا شہزاد احمد علی خاں

کیا صفر میں
بلائیں اترتی ہیں؟

مولانا فضل الرحمن قادری

امیر المومنینؑ و امیر معاویہؓ
مجدد الفتن کی تقریریں

مولانا شہزاد احمد علی خاں جالندھری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوَالٍ مِنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمٍ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ
فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ الْوُجُحِ وَالْقُلُوبِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَعَلَى آلِهِ وَآصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

حکایت

میں تو جب ڈوبنے جاؤں، وہ بچانے آئے
 بھول کر بھی جو گروں، مجھ کو اٹھانے آئے

جب بھی حالات کشمکش ختم زمانے آئے
 اس کو سوچا تو سکوں خواب بہانے آئے

چھوڑ دیتا ہے کبھی اور تڑپ کی خاطر
 دل سلگ اٹھے تو رحمت کو بہانے آئے

اپنی تخلیق بگڑنے نہیں دیتا، ہر دم
 حسنِ نازہ میں سے رنگ بہانے آئے

میں کسی اور چلا ساتھ رہا ہے میرے
 راہ بھولوں تو مجھے راہ دکھانے آئے

رات بھر ہوتے رہے درد کے خلعتِ تقسیم
 کون جاکا ہے، کسے ہاتھ نترانے آئے

اُس کی دلیر سے قائم رہی نسبت، کتنی
 جب بھی اٹھے سرِ تسلیم جھکانے آئے

کرتا ہے دل یہ تجھ سے مناجات یا نمی
 مجھ پر کرم کی تیرے ہو برسات یا نمی

دنیا کی مشکلوں سے پریشان نہ ہو کبھی
 پیش نظر ہے جس کے، تری ذات یا نمی

چشمِ کرم سے اس کو ہے سلطان بنا دیا
 جس پر ہوئی ہیں تیری عنایات یا نمی

کر لیجیے شمار انہی میں مرادِ حضور
 کرتے ہیں جو ثنا تری دلد رات یا نمی

دل میں تری ثنا ہو لیوں پر درود ہو
 اسوہ ترا ہو صبح خیالات یا نمی

سورج کو تو نے پلکا تو مہتاب کو دو لخت
 تسلیم تیرے وصف و کمالات یا نمی

کتنی کی میرے آقا بھی آرزو ہے بس
 ہو جائے تجھ سے ایک ملاقات یا نمی

(محلِ خلعت)

(محلِ خلعت)

پروفیسر محمد رفیع الحق لکھی

بندھوتے بازار کے مٹھائے چراغ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ طرز گفتگو اگرچہ آج کل کے فیشن کا حصہ ہے کہ علماء و دین رفتار زمانہ کا ساتھ نہیں دے پا رہے، قال اقول کے گنبد میں بند ہو کر رہ گئے ہیں، ان کا نصاب تعلیم ایک ٹھہرا ہوا تالاب ہے، مجادلہ اور مناظرہ کی ایک الگ تھلک اور اپنی دنیا آباد کئے ہوئے ہیں، اپنے طلباء میں معاشرے کا مفید اور کارآمد شہری بننے کی اسنگ پیدا کرنے میں ناکام رہے ہیں، مخصوص وضع قطع کے باعث اپنی ہی ہستی میں الجھنی سے لگتے ہیں، اپنے مدرسوں کا ہر دو کو اڑ بند کر کے بیٹھے ہیں جہاں سے تازہ ہوا کے گزر کا ذرا بھی امکان ہو، ماضی کی آغوش میں آسودگی و صوفیائے ان کا دلچسپ مشغلہ ہے، حال سے منہ موڑ کر اور مستقبل سے پیٹھے پھیر کر نامعلوم منزل کے مسافر ہیں، یہ لوگ شکستہ عقول کے دل برداشتہ امام ہیں، بکھرے ہوئے لشکر کے سپہ سالار ہیں، اجڑی ہوئی بزم کے دودھ چراغاں ہیں، الٹی ہوئی بساط کے پیٹے ہوئے مہرے ہیں، ہاری ہوئی بازی کے تھکے ہوئے کھلاڑی ہیں، عصر حاضر کے پرشور قافلے کے چھڑے ہوئے مسافر ہیں، کارزار حیات میں ان کی سانس پھول چکی ہے، بھلے وقتوں میں اذان دے کر مذہراب مسجد سو گئے ہیں اور اب شان و شوہر قیامت انہیں جگا سکے۔

یہ اور اس طرح کے نوکیلے اور کٹیلے جھلے علماء اور رجال دین اپنے بارے میں سنتے رہتے ہیں، تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ علماء نے زمانے کو اپنے ساتھ ملا یا ہے البتہ زمانے کی رگ و رفتاری کا ساتھ نہیں دیا، قال اقول کے گنبد میں بند رہے ہیں مگر قرآن وحدیث کا سرچشمہ کسی دور میں بند نہیں ہونے دیا، مانا کہ ان کا نصاب تعلیم ٹھہرا ہوا تالاب ہے لیکن تعلیم کے نام پر بیہوشی کا سیلاب ان کا لایا ہوا نہیں، مجادلہ و مناظرہ کی ان کی دنیا الگ تھی لیکن لاجسٹ پرستی کے محاکمہ و محاسبہ کی رسم جاری رکھی، پیٹے لگے پیر بننے کے باعث اپنی ہستی میں، جتنی تو لگتے ہیں لیکن کبھی انگریز کے اترن مابین کر نہیں اترائے، تازہ ہوا کیلئے کواڑ بند کر دینے والے انعام بجا لیکن عہد نبوت کی خوشبو کو تہذیب فرنگ کی آلودہ فضا میں تحلیل نہیں ہونے دیا، ماضی کی آغوش میں ان لوگوں نے آسودگی ضرور ڈھونڈ لی ہے اس لئے کہ حال کی گود میں محض دردِ مکی نے پرورش پائی ہے، انہوں نے زمانہ حال سے منہ نہیں موڑا زمانے کی حالت سے اپنا رشتہ توڑا ہے مستقبل سے پیٹھے نہیں پھیری بلکہ ہر بدنام کوچے کی پھیری لگانے سے بازار ہے، یہ نامعلوم منزل کے مسافر نہیں بلکہ مہوم منزلوں سے گریزاں ہیں، ان کی محض ضرورت ٹوٹ گئیں لیکن یہ لوگ مصلے چھوڑ کر نہیں بھاگے، ان کا لشکر بلاشبہ بکھرا ہوا ہے لیکن سالار لشکر نے اپنا مورچہ نہیں چھوڑا، اجڑی بزم کا دودھ چراغاں کہنے والے یاد رکھیں کہ یہی دھواں مطلع بہاراں بنے گا، یہ لوگ الٹی بزم کے پیٹے ہوئے مہرے نہیں بلکہ بزم کی روایات الٹ گئیں تو یہ لوگ سرعام پٹ گئے، انہیں ہاری ہوئی بازی کے تھکے ہوئے کھلاڑی دو لوگ کہتے ہیں جو زمانہ سازی میں طاق رہے۔

عہد حاضر کے پرشور قافلے سے علماء ضرور چھڑ گئے ہیں کیوں کہ ان کا کام شور برپا کرنا نہیں شعور پیدا کرنا ہے، کارزار حیات میں ان کی سانس نہیں پھولی بلکہ ان کی سانس اکھڑی ہوئی ہے یہ لوگ مذہراب مسجد نہیں سوئے افراد زمانہ فرنگی بتکدے میں کھو گئے ہیں، ان لوگوں نے ہمیشہ

بروقت اذان دی، گھیر کئی، گھسیں، بچا کیں، مسجد میں آباد کیں، مخراب سہائے، منبر پر فرد کش رہے، لوگوں کو خدا کی طرف بلایا، اسوۂ رسول ﷺ بتایا، مدارق و باطل واضح کیا، معیار خیر و شر کو کھولا رکھا، وہ دن اور آج کی گھڑی، دنیا کی حشر سامانوں نے خون کے رشتے بھلا دیئے مگر یہ مسجد سے چنے رہے، ہر دور میں اہل دنیا نے اپنا قبلہ حاجات بدلایا مگر یہ ایک در کے ہو رہے، ہر لمحہ اہل ہوس نے پلٹا کھایا، مگر یہ اپنے عقیدے پر جمے رہے، ہر ساعت حسن پرستوں نے قریہ محبت بھلایا مگر یہ ایک ہی طریقے پر اڑے رہے، اصحابِ فرد نے ہر بار اپنی زندگی کے آئین توڑے مگر یہ اربابِ دل اپنے دین سے جڑے رہے۔

ان کی غربت نے دین کو عزت دی، ان کی ہر شکست آرزو دین کی آمد دین گئی، اپنے سینے پر ہر تہذیبِ ملامت سجاتے رہے مگر دین کے دامن کو داغِ عداوت سے بچاتے رہے، ان کی فاقہ مستی نے اہل اسلام کو مستی بخشی، یہ خود برباد رہے مگر کوچہ دین کو آباد رکھا، یہ لوگ عمر بھر در بدر رہے مگر دین کو غیروں کی نذر نہیں ہونے دیا، ان کی خاندانِ دینی نے دین کو تباہی و جولاںی دی، ان کا وجود جہروں میں سمٹتا گیا مگر پیغام اسلام ہر سو پھیلتا گیا مگر دین زمانہ سے ان کا قہر کٹھن تھا گیا مگر دین کا رعب داب بڑھتا گیا، ہر دور میں ہستی کو تباہ ہونے دیا مگر ہر حال میں دین کا وجود رہنے دیا۔

آج عالم اسلام جو کچھ ہے اور جتنا کچھ ہے وہ کسی کاغذِ شاہی کی سر پرستی کا نتیجہ نہیں بلکہ علماء کی فاقہ مستی کا ثمرہ ہے، اگر دین کو کسی قصرِ مرمر کا سایہ دیوارِ نصیب ہوتا تو کب کا وہ کرمسار ہو چکا ہوتا، یہ مسجدوں، خانقاہوں اور مدرسوں کا فیضان ہے کہ ہزار حادثوں کے باوجود اسلام میں بھر پور توانائی اور عالم اسلام میں ایک جان ہے، کفر نے جب بھی یلغار کی مسجدیں مورچے بن گئیں اور مدرسے محاذ!

حکومتی قدر و ثبات ہمیشہ مات کھا گئی، مدرسوں کا ساگ بھات دیوار آئین ثابت ہوا۔ جس نے باطل کا زور توڑا اور سر پھوڑا، آج یورپ اور امریکہ جس اسلام کے سامنے بند باندھنے کا مشترکہ منصوبہ بناتا ہے ہیں وہ سکرائوں کا نہیں ان دیوانوں کا اسلام ہے یہی وہ دیوانے ہیں جو مشرکوں اور دیوانوں کی تمیز کے بغیر شیخ اسلام فرداں کئے چلے آ رہے ہیں۔ بند ہوتے ہوئے بازاروں میں یہ چراغِ قیمت ہیں۔

..... اعتذار.....

ماہ دسمبر کے شمارے میں محمد افضال حسین نقشبندی کے عمرہ و مطبوعہ مضمون ”اسماہیل و ملوی کی تقویۃ الایمان میں دیوبندی تحریفات“ پر اظہارِ خیال فرماتے ہوئے جنس (ریٹائرڈ) نذیر احمد عازی نے صفحہ ۳ پر اقتباس نمبر ۵ کا لم نمبر ۲ میں بعض جملوں کی نشاندہی کی ہے کہ وہ نامناسب ہیں انہیں مضمون کا حصہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔

ادارہ ہدایا بھی عازی صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہے۔ اور اس نوعیت کے الفاظ سے مکمل بدعت کا اظہار کرتا ہے اور اسندہ مضمون نگار حضرات سے امید رکھتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کی نسبت سے الفاظ کا انتخاب نہایت حسین اور محتاط انداز میں کریں گے۔ ہم اس سلسلہ میں عازی صاحب کا شکریہ ادا کرنا واجب سمجھتے ہیں کہ انہوں نے رسالہ کا مطالعہ غائر نگاہ سے فرمایا اور ہماری رہنمائی فرمائی۔

پیغامِ مصطفیٰ ﷺ

پیرسائیں خدام رسولِ تاقی تا قدرتِ ہندی دستِ بزمِ عالمیہ

۲: دنیا کی جامع ترین زبان، عربی:

آپ ﷺ کی زبان عربی ہے۔ عربی زبان ایک نہایت جامع زبان ہے۔ تھوڑے لفظوں میں وسیع مفہوم کو سمیٹ سکتی ہے۔ مثلاً اردو میں ہم کہتے ہیں:

"اللہ ایک ہے۔"

اس کا انگریزی ترجمہ اس طرح ہے۔

"God is one"

اس کا عربی ترجمہ اس طرح ہے:

"الله واحد۔"

آپ غور فرمائیں! اردو، انگریزی میں تین تین لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ جبکہ عربی میں یہی مفہوم دو لفظوں میں بیان ہو گیا ہے۔ ایک اور مثال دیکھئے:

عربی: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔"

اردو: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

انگریزی:

No one is able to be worshiped
except Allah.

آپ ﷺ کا دنیا کے مرکز میں تشریف لانا اور پھر آپ کی زبان اور قرآن کی زبان کا دنیا کی جامع ترین زبان ہونا بھی آپ ﷺ کی نبوت کی تائید کرتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا
نَبِيَّ بَعْدَهُ۔

"قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہتمام

پوری دنیا کا مرکز:

ہمارے نبی کریم ﷺ ملک عرب میں بھیجے گئے۔ یہ پوری دنیا کے وسط میں موجود ہے۔ آپ دنیا کا نقشہ اٹھا کر دیکھ لیں۔ ملک عرب افریقہ، یورپ اور ایشیا تینوں کی سرحد پر واقع ہے۔ اس کے مشرق بحیرہ میں آسٹریلیا اور مغرب بحیرہ میں امریکہ موجود ہے۔

اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ جس شہر میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اس شہر کا نام مکہ ہے اور لغت میں مکہ زمین کی ناف کو کہتے ہیں اور ہڈی کے مرکزی گودے کو بھی کہتے ہیں۔ لغت کی مشہور کتاب مفردات میں لکھا ہے:

"سُعِيَّتْ بِذَلِكَ لِأَنَّهَا فِي وَسْطِ الْأَرْضِ۔"

"مکہ کو مکہ اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ زمین کے وسط میں

موجود ہے۔" (۱)

گویا عرب سے اُٹھنے والی آواز پوری دنیا میں چاروں طرف ایک ہی رفتار کے ساتھ پہنچ سکتی ہے اور آپ کی اس مرکزی شہر میں ولادت آپ کی رسالت کو تقویت دینے کا خدائی انتظام ہے۔

۳: محمد قرآن اور اسلام:

ہمارے نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ”محمد“ ہے ”محمد“ کا معنی ہے جس کی تعریف کی گئی ہو، یہ نام ہی بتا رہا ہے کہ اس ہستی میں کمال موجود ہے اور یہ برصیب سے پاک ہے۔ اتفاقاً یہ صورت نام دنیا کے کسی مخیر باندہ کی پیشوا کا نہیں ہوا۔

آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کا نام ”قرآن“ ہے۔ ”قرآن“ کا معنی ہے بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب۔ آپ پوری دنیا محکوم کر دیکھ لیں۔ واقعی قرآن اپنے اصلی الفاظ کیساتھ پڑھا جا رہا ہے اور سب کتابوں سے زیادہ پڑھا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے حافظوں کی تعداد گن کر دکھانا ممکن ہی نہیں۔ بے شمار زبانوں میں اس کے ترجمے اور تفسیریں بھی لکھ دی گئی ہیں اور مدارس میں ہر گھر پر ہر کچے میں بے تحاشا پڑھا اور پڑھایا جا رہا ہے۔

ہمارے دین کا نام ”اسلام“ ہے۔ اسلام کا معنی ہے مان لینا اور تسلیم کر لینا۔ مطلب یہ ہے کہ جو بھی مان لے، اسلام کے دروازے اس کیلئے کھلے ہیں۔ اسلام کے لفظ میں کسی شخصیت، قوم، علاقے اور محدود وقت کی کوئی بھی موجودگی نہیں ہے۔ باقی تمام مذاہب کے نام ہی بتاتے ہیں کہ وہ یا تو کسی شخصیت کی طرف منسوب ہیں یا کسی علاقے یا قوم تک محدود ہیں۔ جب کہ اسلام عالمگیر اور پوری انسانیت کا مذہب ہے۔ اسی لئے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا“
”اے نبی کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“ (۲)

کمالات اور معجزات

۱: انسانی زندگی کا مقصد:

مسلمان کی زندگی عام لوگوں کی طرح بے مقصد نہیں ہوتی بلکہ اسلام بتاتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟

”قرآن شریف“ میں ارشاد ہے:

”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ“
”میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔“ (۳)

دوسری جگہ فرمایا:

”خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا“

”اللہ نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے عمل کس کے ہیں۔“ (۴)

قرآن نے واضح کر دیا کہ انسان کی زندگی کا مقصد محض روٹی کھانا پیچے پیدا کرنا نہیں بلکہ اپنی سیرت و کردار کو درست رکھنا مقصد ہے۔ روٹی کیلئے ایک کتاب بھی دوسرے کتے سے لڑتا ہے اور جنسی ملاپ خنزیر بھی کرتا ہے، پھر انسان اگر ان سے متاثر ہے تو کس وجہ سے؟ یہی وہ فرق ہے جسے نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے غیر مسلم دنیا بھائی تک پہنچ چکی ہے۔ جنسی بے راہ روی نے نوجوانوں کو شادی کے قابل بھی نہیں رہنے دیا، ایڈز اور طرح طرح کی بیماریوں نے بکڑ لیا ہے۔ ایسے نوجوانوں کو اسلام کے دامن کے سواہ کبھی پناہ نہیں مل سکتی۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ يَضْمَنْ لِي صَائِمِينَ رَحِيمًا وَمَا بَيْنَ جَنَّتِهِ أَصْحَابِنَا لِي الْجَنَّةِ“

”جو شخص مجھے اس کی ضمانت دے جو دو چیزوں کے درمیان ہے اور جو دو ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“ (۵)

اس حدیث کے الفاظ اور ان کی معنی خیزی پر غور کیجئے! اور دنیائے انسانیت کی اخلاقی تعمیر کے حوالے سے بھی اس پر غور فرمائیے! دو چیزوں کے درمیان والی چیز یعنی زبان کو صحیح استعمال کرنے کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز یعنی

۱۔ ”الغفر“ ۳: ۱۵۸-۱۵۹

۲۔ ”الزمر“ ۲۲: ۳

۳۔ ”الشعر“ ۲۲: ۷

۴۔ ”البقرہ“ ۲: ۲۱۷

شرمگاہ کے صحیح استعمال کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، مختصر سے الفاظ میں دنیا کے خطرناک ترین امراض کا علاج کر دیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا:

”يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَنْ أَكْمَسَ النَّاسَ وَأَحْزَنَهُ النَّاسُ؟“

”سب سے زیادہ سمجھدار اور محتاط شخص کون ہے؟“

فرمایا:

”أَكْثَرُهُمْ فِي ذِكْرِ الْمَوْتِ وَأَشَدَّهُمْ اسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ قَبْلَ نَزْوِلِ الْمَوْتِ- أُولَئِكَ هُمُ الْأَكْيَاسُ، ذَهَبُوا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَكَرَاهَةِ الْآخِرَةِ۔“

”جو شخص سب سے زیادہ موت کو یاد کرتا ہو اور سب سے زیادہ

موت کیلئے تیار ہو اس سے پہلے کہ موت نازل ہو، وہی لوگ سب سے زیادہ سمجھدار ہیں، وہی دنیا کا شرف اور آخرت کی کرامت پا گئے ہیں۔“ (۶)

وسیع ترین تعلیمات:

ہمارے نبی کریم ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں راہنمائی فرمائی ہے۔ کھانے پینے اور سونے جانے جیسے ذاتی معاملات ہوں، نکاح طلاق اور حقوق العباد جیسے ازدواجی اور معاشرتی معاملات ہوں یا سیاسیات، معاشیات و ترجیحات جیسی سامانز ہوں، انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اس عظیم پیغمبر کی تعلیمات سے شصت نہیں۔ آپ ایک ہی وقت میں ایک عظیم ترین انسان، اعلیٰ ترین مصلح اخلاق، حیرت انگیز معیشت دان، ماہر ترین قانون ساز، منصف ترین جج، سمجھدار سیاست دان اور بندہ پرورد حکمران ہیں۔

اتنی مصروفیات کے باوجود آپ اپنے بیوی بچوں کو بھی وقت دیتے تھے۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتے تھے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے کرتے آپ کے پاؤں مبارک پرورم آ جاتا تھا۔ یہاں ہم محض نمونے کے طور پر مختلف علوم سے متعلق محض

ایک ایک قرآنی آیت آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس سے آپ کو تفصیلی معلومات کا خود بخود اندازہ ہو جائے گا:

۱: معاش:

”آسمان اور زمین آپس میں جڑے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں بھاڑ کر جدا کیا اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا۔“ (۷)

۲: معاشیات:

”قیمت کا مال اللہ اور رسول کیلئے، رشتہ داروں کیلئے، یتیموں کیلئے، مسکینوں کیلئے اور مسافروں کیلئے ہے تاکہ دولت محض امیر لوگوں میں گردش نہ کرتی رہے۔“ (۸)

۳: معاشرت:

”اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار رہے۔“ (۹)

۴: اخلاقیات:

اللہ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں، جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ انہیں سلام کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔“ (۱۰)

ہمارے نبی کریم ﷺ کا اخلاق ایسا تھا کہ تمام انسانوں کی عمریں کھپ جائیں تو پھر بھی اخلاق ایسا اعلیٰ درجہ حاصل نہ کر سکیں۔ دشمن کیلئے اپنی چادر بچھ دینا اور اپنے سر پر کوڑا بچھکنے والی کی حمار داری کو چلے جانا اسی معلم اخلاق کا کام ہے۔

۵: سیاسیات:

”اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہلوں کے حوالے کر دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دو تو عدل کیساتھ فیصلہ کرو۔“ (۱۱)

۶-”المصنوع الاوسط للطبرانی“ حدیث نمبر: ۶۴۸۸۔

۷-”البقرہ“ ۲: ۲۹۔

۸-”الحشر“ ۷: ۵۹۔

۹-”الحجرات“ ۱۳: ۱۳۔

۱۰-”الفرقان“ ۲۵: ۲۳۔

۱۱-”النساء“ ۵: ۵۸۔

۶: تعلیم:

”مگر تمہیں خود معلوم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لیا کرو۔“ (۱۲)

۷: ترجیحات:

”اس نبی کے مہاجر اور انصار ساتھی اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود شدید حاجت ہو۔“ (۱۳)

۸: پیغمبرانہ باتیں:

آپ کی تمام تعلیمات آپ کے سچا پیغمبر ہونے کی تائید کرتی ہیں۔ یہاں ہم آپ کی ذاتی پر مبنی حکیمانہ باتوں کے چند ایسے نمونے پیش کرتے ہیں جن کے سامنے دنیا بھر کے دانشور دم بخود ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

”التَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ۔“

”لوگوں سے محبت کیساتھ پیش آنا آدمی عقل ہے۔“ (۱۴)

”لَيْسَ الْخَبِيرُ كَالْمُعَايِنَةِ۔“

”سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی کبھی نہیں ہوتی۔“ (۱۵)

”الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ۔“

”غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہے۔“ (۱۶)

”الْاِقْتِصَادُ فِي الشَّفَقَةِ يَصِفُ الْمُبْعِثَةَ۔“

”تفریق میں مہارت آدمی معاشیات ہے۔“ (۱۷)

”إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَحَبَّةٍ۔“

۱۲: ”الحل ۱۶: ۱۳۔“

۱۳: ”شعر ۹: ۵۹۔“

۱۴: ”شعب الایمان للبیہقی“ حدیث رقم: ۶۵۶۸، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۳۷۔

۱۵: ”مسند احمد“ حدیث رقم: ۲۴۵۱، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۵۵۔

۱۶: ”مسلم“ حدیث رقم: ۲۴۲۰، ”بخاری“ حدیث رقم: ۶۴۴۶، ”ترمذی“ حدیث رقم: ۲۳۷۳، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۴۰۔

۱۷: ”شعب الایمان للبیہقی“ حدیث رقم: ۶۵۶۸، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۳۷۔

۱۸: ”ابن ماجہ“ حدیث رقم: ۳۶۶۶، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۵۰۔

۱۹: ”مسلم“ حدیث رقم: ۶۵۶۷، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۳۹۔

۲۰: ”ترمذی“ حدیث رقم: ۲۰۳۳، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۳۲۔

۲۱: ”ابوداؤد“ حدیث رقم: ۴۸۴۲، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۴۴۔

۲۲: ”ترمذی“ حدیث رقم: ۲۰۱۲، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۳۱۔

۲۳: ”شعب الایمان للبیہقی“ حدیث رقم: ۸۱۴۰، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۵۶۔

۲۴: ”مسند الفردوس“ ۲: ۳۷۱۰، ”جلاء الافہام“ صفحہ: ۱۹۔

”اولاد بخیل اور یزدول بناوتی ہے۔“ (۱۸)

۶: ”الْبِرُّ حَسَنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا خَالَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطْلُعَ عَلَيْهِ النَّاسُ۔“

”یعنی نیکی اچھے اخلاق ہیں اور برائی وہ ہے جو تیرے دل

میں چھپے اور تو اسے لوگوں سے چھپاتا چاہے۔“ (۱۹)

۷: ”لَا حِلَّيْمَ إِلَّا ذُو عَشْرَةٍ وَلَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ۔“

”علیم وہی ہو سکتا ہے جسے ٹھوکریں لگی ہوں اور حکیم وہی ہے

جس کے پاس تجربہ ہو۔“ (۲۰)

۸: ”انْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ۔“

”لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ۔“ (۲۱)

۹: ”الْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْءِ۔“

”جلد ہی شیطان کراتا ہے۔“ (۲۲)

۱۰: ”مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ۔“

”جو عاجزی میں رہتا ہے اللہ اسے بلند کر دیتا ہے۔“ (۲۳)

۱۱: ”صَلُّوا عَلَى أَنْبِيَائِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَهُمْ

كَمَا بَعَثْتَنِي صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ۔“

”اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور اس کے تمام رسولوں پر صلوة

بجھایا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا ہے جیسا کہ مجھے بھیجا ہے۔

صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ۔“ (۲۴)

ہم نے آپ کے صرف گیارہ ارشادات نمونے کے طور پر

پیش کئے ہیں۔ ورنہ آپ کی ہر بات اسی طرح علمی اور گہری ہوتی ہے۔
۳: معجزات:

معجزات کسی بھی نبی کی نبوت کا اولین ثبوت ہوتے ہیں۔ معجزہ کا معنی ہے لوگوں کو عاجز کر دینے والا کام۔ یہ عام روٹین اور عادت کے خلاف ایسا کمال و بیچہ کا کام ہوتا ہے جسے دیکھ کر لوگ حیران رہ جائیں اور مخالفین عاجز آجائیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے بے شمار معجزات دکھائے ہیں۔ مثلاً:

۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کے پاس آیا اور اس میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اسے تلاش کیا اور اس سے بکری چھین لی۔ وہ بھیڑیا ایک چٹان پر چڑھ کر کتے کی طرح بیٹھ کر دم ہلانے لگا اور کہنے لگا میں نے اللہ کے دیے ہوئے رزق کے حصول کی کوشش کی اور اسے پکڑ لیا۔ مگر تم نے اسے مجھ سے چھین لیا۔ اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم میں نے آج کی طرح بھڑیے کو بات کرتے ہوئے نہیں سنا۔ بھیڑیے نے کہا اس سے بھی حیرت انگیز وہ آدمی ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان والے نخلستان میں تمہیں بتاتا ہے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ تمہارے بعد ہونگا۔ وہ آدمی یہودی تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ ساری بات سنا لی اور مسلمان ہو گیا۔“ (۲۵)

۲: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں تھے۔ اسے میں ایک دیہاتی آیا جس نے سوسار (گھو) کو شکار کر کے پکڑا ہوا تھا۔ کہنے لگا یہ کون ہے؟ صحابہ کرام نے بتایا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ کہنے لگا لات اور عزی کی قسم میں تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ سوسار تم پر ایمان نہ لے آئے۔ یہ کہا اور سوسار کو نبی کریم ﷺ کے سامنے پھینک دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے سوسار! اس نے بڑی واضح زبان کیا تھا جواب دیا جسے تمام لوگوں نے سنا۔ کہنے لگا میں حاضر ہوں اور ہر خدمت کیلئے تیار ہوں اے قیامت کے دن بچا لوں

۲۵: ”مسند احمد“ رقم حدیث: ۸۰۸۳، ”المستند“ حدیث: رقم: ۲۲۹۰۔

۲۶: ”المستند“ ۱/۲۰۶، ”المستند“ ۱/۳۳۶، ”المستند“ حدیث: رقم: ۲۷۰۔

۲۷: ”المستند“ ۱/۲۰۷، ”المستند“ ۱/۳۳۵، ”المستند“ حدیث: رقم: ۲۶۱۔

کے بچال۔ فرمایا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ اس نے کہا اس ذات کی جس کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے، جسکی پاؤں اسی زمین میں ہے، جس کے راستے سمندر میں ہیں، جسکی رحمت جنت میں ہے اور جسکی ناراضگی جہنم میں ہے۔ فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا رب العالمین کے رسول اور آخری نبی، وہ فلاح پام کیا جس نے آپکی تصدیق کی اور وہ رسوا ہوا جس نے آپ کو پھنسا یا۔ وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔“ (۲۶)

۳: حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابن عباس اور حضرت اُبَی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم متفق فرماتے ہیں کہ:

”ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحرا میں تھے۔ ایک آواز دینے والے نے آواز دی، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے دھیان دیا مگر کوئی چیز نہ دیکھی۔ پھر وہ بارہ متوجہ ہوئے تو ایک ہرنی پر نظر پڑی جو بندھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میرے قریب تشریف لائیے۔ آپ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ فرمایا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھے کھول دیں تاکہ میں انہیں جا کر دو دو پلاؤں اور پھر آپ کے پاس واپس آ جاؤں۔ فرمایا ایسا ہی کر دی؟ اس نے کہا اگر ایسا نہ کروں تو اللہ مجھے چکا نکس لینے والوں جیسا عذاب دے۔ آپ نے کھول دیا۔ وہ چلی گئی اپنے بچوں کو دو دو پلایا اور واپس آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے باند دیا۔ اسنے میں دیہاتی جاگ گیا۔ (جس نے اسے شکار کر کے قید کر رکھا تھا)۔ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھ سے کوئی کام ہے؟ فرمایا ہاں اسے آزاد کر دو۔ اس نے اسے آزاد کر دیا، وہ تیزی سے بھاگ گئی اور کہہ رہی تھی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“ (۲۷)

۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ لوگوں نے وضو کا پانی تلاش کیا مگر انہیں پانی نہ ملا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس وضو کا برتن لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں

اپنا ہاتھ مبارک ڈالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس میں وضو کرو۔
میں نے پانی کو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھونٹے دیکھا۔ لوگوں
نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا۔“ (۲۸)

۵: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:
”ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ کیلئے نکلے۔
راستے میں ہمیں شدید بھوک لگی، حتیٰ کہ ہم نے اپنی سواری کے بعض
اڈھلے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا اور ہم
نے اپنا زاد سفر اکٹھا کر دیا۔ ہم نے اس کیلئے ایک دسترخوان بچھایا۔
دسترخوان پر سب لوگوں کے پاس موجود کھانا منجھ ہو گیا۔ فرمایا میں نے
گردن اٹھا کر دیکھا کہ اندازہ لگا سکوں کہ کھانا کتنا ہے۔ میں نے
اندازہ لگایا کہ بیٹھی ہوئی بکری کے برابر میسر لگ گیا۔ جبکہ ہم چودہ
سوا دی تھے۔ ہم نے کھانا کھایا حتیٰ کہ ہم سب میر ہو گئے۔ پھر ہم نے
اپنے اپنے تھیلے بھی بھر لئے۔“ (۲۹)

۶: حضرت شہم بن عدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:
”جنگ احد میں حضرت ابوقحافہ بن لہان ظفیری کی آنکھ نکل
گئی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے۔ آنکھ ان کے ہاتھ پر
تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوقحافہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا
یا رسول اللہ یہ وہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا اگر چاہو تو میر کرو
اور تمہیں جنت ملے۔ اور اگر چاہو تو میں اسے واپس رکھ دوں اور اللہ
سے دعا کروں اور اس میں تیرا کچھ بھی نقصان نہ ہو۔ انہوں نے عرض کیا
یا رسول اللہ بے شک جنت ایک عظیم اجر ہے اور زبردست عطا ہے لیکن
میں ایسا آدمی ہوں کہ اپنی بیویوں کی طرف سے کانٹے پن کا طعنہ سننے کا
خدا سے محسوس کر رہا ہوں۔ وہ میری طرف التفات ہی نہیں کریں گی۔
آپ میری آنکھ بھی مجھے لوٹا دیں اور اللہ سے میرے لئے جنت بھی

مائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوقحافہ میں ابھی کرتا ہوں۔ پھر رسول
اللہ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ مبارک سے پکڑا اور اسے اپنی جگہ پر رکھ
دیا۔ وہ انکی دوسری آنکھ سے بھی بہتر ہو گئی۔ حتیٰ کہ انکی وفات ہو گئی۔
آپ ﷺ نے ان کیلئے جنت کی بھی دعا فرمائی۔“ (۳۰)

۷: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:
”رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ مروم یا امر کے علاقے میں اپنے لشکر سے بچھڑ گئے۔ وہ لشکر کی
تلاش میں بھاگتے ہوئے جا رہے تھے۔ انہیں اچانک ایک شیر ملا۔ آپ
نے فرمایا اے ابو حارث! میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔
میرے ساتھ اس اس طرح ہوا ہے۔ شیر دم ہلاتا ہوا ان کے سامنے آیا
حتیٰ کہ ان کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ جب وہ کہیں سے آواز سنتا تو
اس کی طرف بھاگ پڑتا تھا۔ پھر آکر آپ کے ساتھ چلنے لگتا تھا۔ حتیٰ
کہ لشکر تک پہنچ گیا۔ پھر شیر واپس آ گیا۔“ (۳۱)

۸: حضرت حسن فرماتے ہیں کہ:
”ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آکر عرض کرنے لگا،
میں نے اپنی چھوٹی سی بیٹی کو فلاں واوی میں پھینکا ہے۔ آپ ﷺ اس
کے ساتھ واوی میں تشریف لے گئے۔ اور اس کا نام لے کر اسے آواز
دی اے فلات، اللہ کے اذن سے مجھے جواب دو۔ وہ نکل آئی اور کہہ رہی
تھی لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو چکے
ہیں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں ان کے پاس واپس لے آؤں۔ اس نے
عرض کیا مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ میں نے اللہ کو ان دونوں سے زیادہ
میرا مان پایا ہے۔“ (۳۲)

۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:
”مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ

۲۸: بخاری: حدیث رقم: ۳۵۷۳، ۱۶۹، ”مسلم“: حدیث رقم: ۵۹۴۲، ”ترمذی“: حدیث رقم: ۳۶۳۱، ”تساوی“: حدیث رقم: ۷۶، ”المستند“: حدیث رقم: ۲۷۲۔

۲۹: ”مسلم“: حدیث رقم: ۵۵۱۸، ”المستند“: حدیث رقم: ۲۷۷۔

۳۰: ”مستدرک حاکم“: حدیث رقم: ۵۳۵۹، ”دلائل نبوة للہی“: ۱/۵۱، ۲/۲۵۳، ”اللوہ“: ۳۳۳، ”المستند“: حدیث رقم: ۲۸۵۔

۳۱: ”المصنف لابن قزاق“: حدیث رقم: ۲۰۵۴۴، ”دلائل نبوة للہی“: ۴۵/۶، ”شرح السنة“: حدیث رقم: ۳۷۳۲، ”مستدرک حاکم“: حدیث رقم: ۴۲۸۸، ”المستند“: حدیث رقم: ۲۹۱۔

۳۲: ”الشفا“: جلد: ۱، صفحہ: ۲۱۱، ”المستند“: حدیث رقم: ۲۹۲۔

نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے دونوں ٹکڑوں کو درمیان سے چرہ ہوا دیکھا۔“ (۳۳)

۱۰: حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو طرح سے مروی ہے کہ:

”نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا۔ وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا اے اللہ یہ تیری اور میری، سال کی اخلاص میں تھا۔ اس کیلئے سورج واپس کر دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے اسے ڈوبا ہوا دیکھا تھا پھر دیکھا کہ غروب کے بعد طلوع ہو گیا اور پہاڑوں اور زمین پر پھیر گیا ہے۔ یہ خیر کے علاقے میں موضع صہباہ کا واقعہ ہے۔“ (۳۴)

۵: غیب کی خبریں:

”عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَخْطَبِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَجْرُ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَيَمَّا هُوَ كَذَلِكَ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا“

”حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اور منبر پر تشریف لے گئے ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آگیا، آپ منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے، پھر ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت آگیا، پھر منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ سورج

غروب ہو گیا، پس آپ نے ہمیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا۔ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے وہ خطبہ زیادہ سے زیادہ یاد رکھا۔“ (۳۵)

آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسلمان نہیں ہوئے تھے تو جنگ بدر میں مشرکین مکہ کی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے آئے اور جنگ میں قیدی بن گئے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام قیدیوں کو قیدیہ دے کر رہائی حاصل کرنے کی اجازت دی تو حضرت عباس نے کہا کہ:

”یا رسول اللہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”آپ کا وہ مال کہاں ہے جو آپ نے ار آپ کی زوجہ ام الفضل نے مل کر ڈن کیا ہے؟“

حضرت عباس نے عرض کیا اللہ کی قسم یا رسول اللہ!

”إِنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ مَا عَلِمَهُ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُ أَمْرِ الْفَضْلِ“

”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ ایسی بات تھی جس کا میرے سوا اور میری زوجہ ام الفضل کے سوا کسی کو علم نہیں تھا۔“ (۳۶)

۶: پیش گوئیاں

۱: قرآن مجید میں غلبہ روم کی پیش گوئی موجود ہے۔ جب ایران والوں نے رومیوں کو شکست دی تو مسلمانوں کی ہمدردیاں رومیوں کیساتھ تھیں۔ مسلمان چاہتے تھے کہ رومی فتح حاصل کریں۔ اللہ کریم نے ان کی خواہش کا پھر حکم رکھتے ہوئے فرمایا کہ:

”غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ“

۳۳: مسلم: حدیث رقم: ۷۰۷۶، بخاری: حدیث رقم: ۳۶۳۷، المستند: حدیث رقم: ۳۰۸۔

۳۴: مشکوٰۃ: ۱۸۶/۱، مشکوٰۃ الاکثر: حدیث رقم: ۱۲۰۸۰، مجمع الزوائد: حدیث رقم: ۱۴۹۹۷، المستند: حدیث رقم: ۳۰۹۔

۳۵: مسلم: حدیث رقم: ۷۲۶۷، المستند: حدیث رقم: ۶۲۔

۳۶: مستدرک حاکم: حدیث رقم: ۵۴۹۰۔

بقیہ: کیا سفر میں بلائیں اترتی ہیں؟

یہ تعداد مقرر کرنا شرعی احکام کیلئے ہے کہ لوگ ان دنوں میں شرعی احکام ادا کر سکیں۔“

جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے:

”يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاَهْلَةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ“

”یہ لوگ آپ سے چاند کے (گھٹنے بڑھنے) ہمارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دو کہ یہ لوگوں کے لئے اوقات ہیں اور حج کا وقت کہ لوگ اس سے اپنے کام کے اوقات مقرر کر دیں اور حج بھی مقررہ وقت پر ادا کریں۔“

اور ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا:

”وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ عَنَّا زَوَاجًا لِّيَعْلَمُوا عَاقِبَةَ الْيُسُوبِ“

”وہ اللہ تعالیٰ جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ لوگ سالوں کی تعداد جان لیں۔“
ان آیات اور احادیث میں کہیں پر بھی اس ماہ کی نحوست پر دلالت نہیں کہ یہ مہینہ مبہوس ہے۔

لہذا اس مہینہ کے بارے میں مشہور کہ اس میں بلائیں اور مصیبتیں اترتی ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں یہ مہینہ بھی اللہ کی تخلیق ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق (پیدا کرنے) میں کوئی نقصان نہیں۔

”وَفَرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفَرُّ مِنَ الْأَسَدِ“

یہ عوام کے لحاظ سے ہے کہ اگر کوئی کیسا تھ بیٹھے۔ اس کو بیماری لگ گئی تو اس کے خیال میں ہوگا اس نے مجھے بیماری میں مبتلا کر دیا۔

”اہل روم (فارسی سے) مغلوب ہو گئے قریب کے زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد مخترب قریب غالب ہو جائیں گے، چند سالوں میں۔“ (۲۷)

یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی اور رومی چند سالوں میں ہی ایران پر غالب آ گئے۔

”اگر انسان اور جن سب مل کر بھی قرآن کی مثال لانا چاہیں تو اس کی مثال نہیں لاسکتے خواہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں۔“ (۲۸)

قرآن کی یہ پیش گوئی بھی درست تھی، آج تک دنیا کا کوئی شخص قرآن کی مثال بنا کر نہیں لاسکا۔

”ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“ (۲۹)

قرآن کی یہ بات بھی سچی تھی ہے قرآن آج تک اسی طرح محفوظ چلا آرہا ہے جس طرح نازل ہوا تھا۔

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَتَذْهَبَ الدُّنْيَا حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يُدْرَى الْقَاتِلُ فِيمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُولُ فِيمَ قَتِلَ، فَيَقِيلُ كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ؟ قَالَ الْيَوْمَ“

”ہم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک لوگوں پر وہ دن نہ آئے کہ قاتل کو علم نہ ہوگا اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو علم نہ ہوگا وہ کیوں قتل کیا گیا، پوچھا گیا کہ یہ کیسے ہوگا؟ تو فرمایا یہ قتل کا وقت ہوگا۔“ (۳۰)

ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی ثابت ہو چکی ہے، آج بھی پوری دنیا میں قتل و غارت اور دھماکوں کا سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔

..... جاری ہے.....

۲۷۔ ”الروم“ ۴۲۔

۲۸۔ ”نبی اسرائیل“ ۸۸: ۱۷۔

۲۹۔ ”الحجر“ ۱۰: ۹۔

۳۰۔ ”مسلم“ حدیث رقم: ۷۳۰۴، ”مسند“ حدیث رقم: ۳۳۹۔

سب کو جو کچھ ملا حضور ﷺ

از: فقہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد شرف الحق امجدی مدظلہ العالی

ہو گیا تھا۔ مگر ماں کے ڈر سے ظاہر نہ کر سکا۔ (۲)

غنا تم جن میں سے ان کو بھی سواوٹ اور چالیس اوقے چاندی مرحمت فرمایا تھا۔ یہ اسلام لانے کے بعد مقرب بارگاہ ہو گئے۔ حضور اقدس ﷺ کے کاتبین میں یہ بھی ہیں۔ بلکہ بہت سے حضرات اس کے بھی قائل ہیں کہ یہ کاتب وحی تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کیلئے دعائیں دی ہیں:

”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمَّ هَادِيًا وَ مُهْدِيًا وَ اَهْدِيْہُمْ۔“ (۳)

”اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے سے ہدایت دے۔“

اور ارشاد فرمایا:

”اَللّٰهُمَّ عَلِّمِ الْمَعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَ الْحِسَابَ وَ وَفِّهِ الْعَذَابَ۔“ (۴)

”اے اللہ معاویہ کو کتاب اللہ اور حساب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔“

ایک بار حضور اقدس ﷺ کو وضو کرایا تو فرمایا:

”اے معاویہ! اگر تم اس چیز یعنی حکومت کو پاؤ تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔“

حضرت معاویہ کہتے ہیں کہ:

”اس سے مجھے یقین تھا کہ مجھے حکومت ملے گی۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

”قَالَ حَمِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ خَطِيْبًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدُ اللّٰہُ بِہٖ خَيْرًا يُّفْقِہْہٖ فِی الدِّیْنِ۔ وَ اَلَمَّا اَتَا قَاسِمٌ وَ اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَلٰكِنْ تَزَالُ الْاُمَّةُ قَانِئَةً عَلٰی اَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّہُمْ مَنْ خَالَفَہُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ۔“ (۱)

”حمید بن عبدالرحمن نے کہا میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہ وہ خطبہ دیتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ حضور فرماتے تھے۔ اللہ جس کیساتھ بہت زیادہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں کچھ عطا فرماتا ہے۔ میں صرف بائیسے والا ہوں اور اللہ جتنا ہے یہ اُمت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی۔ مخالفین ان کو ضرر نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے۔“

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ:

یہ حضرت ابوسفیان کے صاحبزادے بہت مشہور معروف صحابی ہیں اور اوّل ملوک اسلام ہیں۔ ان کی اولاد ہجرت سے آٹھ سال پہلے ہوئی۔ یہ بھی ان چند صحابہ میں سے ہے جن کے والدین کو بھی دولت اسلام نصیب ہوئی۔ مشہور یہ ہے کہ یہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے لیکن انہوں نے خود یہ بتایا کہ میں عمرۃ القضا کے پہلے مسلمان

۱) اسے امام بخاری نے کتاب الجہاد فان اللہ حبہ اور اعتصام لائم ال لعائقة من امنی میں بھی۔ اور امام مسلم نے امارات اور زکوٰۃ میں۔ ترمذی نے اعظم الامم میں۔ ابن ماجہ اور دارمی نے مقدمہ میں۔ نیز دارمی نے رقائق میں بھی۔ امام مالک نے موطا قدر میں۔ امام احمد نے مسند میں بھی ذکر کیا ہے۔

۲) صحابہ وغیرہ۔

۳) ترمذی۔

۴) مسند القباہ۔

انہیں ۱۹ھ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بھائی یزید بن سہیان کے وصال کے بعد شام کا والی بنایا۔ اس وقت سے لیکر حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصالحت کے وقت تک میں سال شام کے والی رہے۔ پھر بیس سال پورے مملکت اسلامیہ کے بادشاہ رہے۔ ۵۰ھ میں وصال فرمایا۔ اخیر عمر میں تقویٰ ہو گیا تھا۔ یہی پیام اہل بیت ہوا۔ ان کے پاس تہذیب نبوی میں، گرجا، چادر، قہبند اور باغین مبارک کے کچھ تراشے اور مونے مبارک تھے۔ (۵)

وصیت کر گئے تھے کہ مجھے انہیں حبرک کپڑوں میں کفن دینا۔ اور باغین اقدس کے تراشے اور مونے مبارک میری آنکھ، ناک، منہ اور جگہ کے اعضاء میں رکھ دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔ اسی کے مطابق کیا گیا۔ وصال کے وقت عمر ۶۸ سال کی تھی۔

ان سے ایک سورتیہ (۱۲۳) احادیث مروی ہیں۔ بخاری و مسلم نے چار اور صرف بخاری آٹھ اور صرف مسلم نے پانچ روایت کی ہیں ان سے اجلہ صحابہ مثلاً ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث لی ہیں۔

ان کے عہد میں جب اندرونی طور پر اطمینان ہو گیا تو پھر فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جستان، ہسوان وغیرہ کے کثیر ملا اور کوہستان وغیرہ فتح ہوئے۔ اور قسطنطینہ پر پہلا حملہ انہی کے عہد میں ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے کچھ لوگ ان پر طعن کرتے ہیں۔ لیکن کسی صحابی پر طعن کرنا جائز نہیں۔ ”قرآن مجید“ میں نص صریح ہے کہ اللہ عز و جل تمام صحابہ سے راضی ہے۔ ان سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان سب پر کلمہ ”تقویٰ“ لازم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

وَرَضُوا عَنْهُمْ وَأُغْفِرَ لَهُمْ جَمِيعَ ذُنُوبِهِمْ تَحْتَ أَشْجَارٍ تَلِيهِمْ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ الْقَوْمُ الْعَظِيمُ۔ (۶)

”سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کیساتھ اگلے پیرو ہوئے۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

اور فرمایا:

”وَلَوْ مِثْرُكُمْ كَلِمَةً تَتَّقُونَ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلُهَا۔“ (۷)

اور ارشاد ہے:

”كَلِمَةً وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنِي۔“ (۸)

”تمام صحابہ سے خواہ کچھ کلمہ سے پہلے کے ہوں یا بعد کے ہوں سب سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

یہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ ہیں۔ اور جن واقعات پر طعن کیا جاتا ہے۔ وہ سب خبر واحد اور اکثر ضعاف و مجروح۔

ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے مقابلے میں اخبار آحاد وہ بھی کتب تواریخ وہ بھی ضعاف کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ قرآن مجید کے ارشادات پر ایمان رکھیں اور تواریخ کی لغو و مہمل روایات کو سنیں بھی نہیں۔

لغات:

”تَقِيَّةٌ“

باب تفحص کا مضارع ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ اس کو فقیہ بنادیتا ہے۔

اس کا مادہ ”تَقَّ“ ہے جس کے معنی جانتے اور سمجھنے اور خداقت و زیر کی ہیں۔ اور شرعی معنی یہ ہیں۔ احکام شرعیہ فرمائیے کو ان کے تفصیلی دلائل سے جاننا ”لن تنزال“ اس کا مصدر زوال ہے ”نمسمع“ سے ”نزال“ بھی آتا ہے اور ”نصبر“ سے ”نزال“

۱۔ ”مترجمة اسد الغابہ“ وغیرہ۔

۲۔ ”مورخہ صحیحہ آیت: ۱۰۰۔

۳۔ ”سورہ فتح“ آیت: ۲۶۔

۴۔ ”حدید“ آیت: ۱۰۔

یزول“ بھی۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ”زال یزال“ افعال ناقصہ سے ہے اور اسے حرف نفی لازم ہے۔ ”زال یزال“ فعل تام ہے اور اسے حرف نفی لازم نہیں۔

”اھۃ“

اس کے متعدد معانی ہیں۔ جماعت، طریقہ، مدت، پیشوا، مالک، مرد جامع خیر۔ وہ شخص جو تنہا اپنی رائے پر جانے کا عادی ہو۔ انہما کے ہی وہ یہاں اخیر معنی مراد ہے۔

فضیلت فقہ:

”مختصر“

مکرہ سیاق شرط میں ہونے کی وجہ سے عموم کا افادہ کرتا ہے تو معنی یہ ہونے کا اللہ عزوجل جسے تمام دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرماتا چاہتا ہے اسے فقہ مانتا ہے۔ ”مختصر“ کی تہن کو یہاں عظمت کیلئے لیں تو معنی ہوں گے بہت زیادہ بھلائی عطا فرمانا چاہتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امت کے افراد میں سب سے افضل فقہ ہے۔

اسی لئے ایک حدیث میں فرمایا:

”فقیہ واحدٌ تشدُّ علی الشیطان من ألف عابد“ (۱)

”ایک فقہ، ہزار عابد غیر فقہ سے زیادہ شیطان پر بھاری

ہے۔“

نیز ایک لمبی حدیث میں فرمایا:

”خیرکم من فی الجاہلیۃ خیرکم من فی الإسلام إذا

فقہوا۔“ (۲)

”زمانہ جاہلیت میں جو لوگ تم میں سب سے بہتر تھے وہ

اسلام میں بھی سب سے بہتر ہیں جبکہ فقہ ہوں۔“

یہ فضیلت اس فقہ کیلئے ہے جو اپنے علم سے رضائے الہی کا

طالب ہو اور دنیا و آخرت میں بدترین خلق ہے جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا:

”مترملیٰ وابن ماجہ مشکوۃ۔“

”ترمذی، مشکوۃ۔“

”بخاری، مشکوۃ۔“

”ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ۔“

”بخاری، صحیح: (۱) ص: ۴۳۹۔“

”إِنَّ شَرَّاءَ الشَّرِّ شَرُّكَو الْعُلَمَاءِ وَأَنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خَيْرُ الْعُلَمَاءِ۔“ (۳)

”سب سے بدتر شر کے علماء ہیں اور سب سے اچھے اچھے

علماء ہیں۔“

ایک اور حدیث میں فرمایا:

”مَنْ حَلَبَ الْعِلْمَ لِيَجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْلَىٰ بِجَارِي بِهِ

السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ وَجْهَهُ النَّاسَ إِلَيْهِ أَوْ خَلَّ اللَّهُ النَّارَ۔“ (۴)

”جو اس لئے علم طلب کرے کہ علماء سے مقابلہ کرے گا یا

جاہلوں سے جھگڑے گا یا لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ

جہنم میں داخل فرمائے گا۔“

امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

”فقہ وہ ہے جو دنیا سے بے تعلق ہو آخرت کی رغبت رکھتا

ہو دین کے معاملے میں بصیرت رکھتا ہو۔ اللہ کی عبادت کا پابند ہو۔“

حضور قاسم بھی ہیں اور خازن بھی:

یہاں صرف ”قاسم“ ہے اور بخاری کتاب الجہاد میں

تعلیقات قاسم کیساتھ خازن بھی ہے۔ (۵)

معانی کا قاعدہ ہے کہ فعل یا شبہ فعل کا متعلق یعنی اس کا

مفعول وغیرہ جب محذوف ہوتا ہے تو وہ عموم کا افادہ کرتا ہے۔ یہاں

”قاسم و خازن“ ”بعضی“ ”تینوں“ کے مفعول محذوف ہیں۔ تو اس سے

عموم پر دلالت ہوئی۔

معنی یہ ہونے کے حکومت میں سے جس کسی کو اب تک جو

کچھ ملایا آئندہ ملے گا ان سب کو دینے والا اللہ ہے اور ان سب کا خازن

میں ہوں اور ان سب کا بٹنے والا میں ہوں۔

اسی طرح حضور اقدس ﷺ کے قاسم و خازن ہونے میں

کسی قسم کی تخصیص جائز نہیں جس طرح تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ

عالم کی ہر نوع ہر فرد خواہ فرشتے ہوں خواہ وہ انسان ہو خواہ جن ہوں خواہ اور کچھ سب کو سب کچھ اللہ کی عطا سے ملا اور ملے گا۔ اسی طرح یہ احقاو بھی واجب کہ سب کو بلا استثنا جو کچھ ملایا ملے گا وہ سب حضور اقدس ﷺ کے دیئے سے ملا۔ اس لئے جن لوگوں نے اسے علم کیساتھ خاص کیا یہ درست نہیں۔

حیات بھی ازحم عطا ہے تو سب کو حیات بھی حضور ہی کے ہاتھوں ملی۔

تو ثابت ہوا کہ ہر ذی حیات سے پہلے حضور اقدس ﷺ موجود تھے اور آپ کی تخلیق سارے عالم سے پہلے ہوئی۔ خواہ وہ آدم علیہ السلام ہوں خواہ وہ جبرائیل امین و دیگر ملائکہ۔ جس کی تائید اس مشہور حدیث سے ہوتی ہے جسے امام عبدالرزاق اسناد امام احمد بن حنبل نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فرمایا:

”يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نَوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ“ (۱۳)

”اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔“

حق پر قائم لوگ:

یہاں قاضی علی امر اللہ ہے اور کتاب الجہاد میں ”ظاہرین علی من عاتقہم“ ہے کہ قیامت تک میری امت میں کچھ لوگ حق پر قائم رہیں گے اور اپنے مخالفین پر ہمیشہ غالب رہیں گے ان کے مخالف ان پر بھی فتح نہ پائیں گے۔ قیامت تک یہ حق پرست غالب رہیں گے اور غلبے سے مراد وہاں و مردمان سے غلبہ ہے۔ وہ گیا غلبہ بالسیف یہ ضروری نہیں کبھی ہوگا کبھی نہیں۔ گذر چکا:

”الْحَرْبُ بَسَجَالٍ يَنَالُ مِمَّا قَبْلُ مِنْهُ“
”لڑائی ڈول ہے کبھی وہ ہم سے لے لیتے ہیں کبھی ہم ان سے لے لیتے ہیں۔“

”قرآن مجید“ میں ہے:

”تِلْكَ الْأَيَّامُ تَذُورُ الْيَكِينِ النَّاسِ“

”ان دنوں میں ہم نے لوگوں کی باری رکھی ہیں۔“

اسی طرح ”لَا تَعْرِضُوهُ“ سے مراد یہ ہے کہ ان کی برہان اور دلیل کو توڑ نہیں سکتے۔

تمام کلمہ کو حق پر نہیں:

”هَذِهِ الْأَمَّةُ“ سے مراد پوری امت نہیں بلکہ اس کا بعض حصہ مراد ہے جیسا کہ ”کتاب الاقصام“ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے جو حدیث مروی ہے اس میں ”طائفة من امتی“ ہے یعنی میری امت کا ایک گروہ اس سے ثابت ہوا کہ تمام کلمہ گودھی اسلام حق پر نہیں۔ حق پر صرف ایک گروہ ہے۔
و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔

بقیہ: میلاد کی شرعی حیثیت.....

اعتراف:

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میلاد منایا تھا؟
بدلیہ یو اتم کیوں مناتے ہو؟

جواب:

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عالمی سنی کانفرنس (بھیں۔ ضلع چکوال) شہدائے لال مسجد کانفرنس (اسلام آباد اور لاہور) صد سال اور ڈیڑھ سو سالہ جشن دیوبند (دیوبند اور پشاور) االجہدیت کانفرنس (مختلف مقامات پر) شافع عشر کانفرنس (چوک الجہدیت جہلم) سیرت کانفرنس، جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی اور ختم بخاری شریف وغیرہ جیسے پروگرام منعقد کیے تھے، وہاں یو اتم کیوں کرتے ہو؟

● حق مہر کم از کم کتنا ہے؟

● جو زمینیں کئی سالوں سے مندرجین

کے زیر کاشت ہوں کیا شرعاً وہ ان کے

مالک بن جائیں گے

● مسجد کی بالائی منزل پر عبادت کا اہتمام کرنا

شیخ الاسلام د. فتویٰ مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع صاحب مدظلہ العالی

”مہر کی کم از کم مقدار دس درہم (چاندی) ہے خواہ سکوں کی صورت میں ہو خواہ بغیر سکوں کے۔“

چونکہ موجودہ زمانہ میں سکوں کی صورت میں چاندی کا درہم ناپید و نایاب ہے لیکن اس کا وزن معلوم ہے لہذا مہر کی ادائیگی میں دس درہم چاندی کا وزن ہی معتبر ہوگا اور نقدی (رقم) کی صورت میں حق مہر کی ادائیگی کرنی ہو تو بھی ضروری ہوگا کہ وہ رقم مقررہ وزن چاندی کی موجودہ قیمت سے کم نہ ہو۔“

یہ بات طے شدہ نصاب زر کو ذرا دوسو درہم چاندی کا وزن ساڑھے پاؤں تول یعنی ۶۳۰ ماشہ ہے۔

لہذا اگر ۲۰۰ درہم چاندی کا وزن ۶۳۰ ماشہ ہے (۵۲-۵۳) تولہ

تو ۱۰ درہم چاندی کا وزن ۳۱۰ ماشہ ہے (۲۵-۲۶) تولہ

چونکہ ایک تولہ ۱۲ ماشہ کا ہوتا ہے لہذا ۳۱.۵ کو ۱۲ سے تقسیم

کیا حاصل عدد ۲ تولہ ۲ ماشہ (۲ تولہ ساڑھے سات ماشہ)

لہذا دس درہم چاندی کا وزن ۲ تولہ ۲ ماشہ ۱۰۰ ماشہ ہو اور یہی

مہر کی کم از کم مقدار ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام الشاہ احمد رضا

خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”مہر کم از کم دس درہم چاندی ہے یعنی دو تولے ساڑھے

سات ماشہ بھریا یہاں کے روپے سے دو روپے پونے تیرہ آنے اور

ایک پیسہ کے پانچویں حصے کے برابر۔“ (۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حق مہر کم از کم کتنا ہے؟

الاستفتاء:

۱: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ حق مہر کی کم از کم مقدار کیا ہے؟

۲: اگر مقدار اقل سے بھی کوئی شخص کم مہر مقرر کرے تو نکاح ہو جائے گا؟ یا نہیں؟ اور اگر انعقاد نکاح کے وقت حق مہر کا ذکر ہی نہ کیا جائے صرف ایجاب و قبول ہوں تو نکاح کیا کیا حکم ہوگا؟ اگر نکاح درست تو مہر کا کیا حکم ہوگا؟

بَقَوِّیِّ الْعُلَمَاءِ الْمُبْتَغَاہِ الْوَقَائِبِ

الجواب:

حق مہر کی کم از کم مقدار خود نبی کریم ﷺ نے مقرر فرمادی ہے کہ اس سے کم جائز نہیں جبکہ زیادہ کی کوئی حد شرعاً مقرر نہیں کم از کم مہر دس درہم چاندی ہے۔

چنانچہ خود سرکارِ دو عالم نور محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”اَلْمَهْرُ اَقْلُّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ۔“ (۱)

”مہر دس درہم سے کم نہیں۔“

”فتاویٰ عالمگیری“ میں ہے:

”اَقْلُّ الْمَهْرِ عَشْرَةُ دَرَاهِمٍ مَحْضَرَوِيَّةٍ اَوْ غَيْرِ

مَحْضَرَوِيَّةٍ۔“ (۲)

۱: ”حاشیہ علی النہایۃ“ کتاب النکاح، باب المہر بحوالہ دارشعلی۔

۲: کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الاول فی بیان ادنی مقدار المہر الخ، ۳۰/۲۱، مکتبہ حبیبہ کوئٹہ۔

۳: ”فتاویٰ رضویہ“ کتاب النکاح، باب المہر، ۲۶۵/۱۱، مضافات لکھنؤ لاہور۔

شمی دیا جا جائے گا بشرطیکہ خاوند نے اس کے ساتھ ہم بستری کی ہو یا پھر خاوند فوت ہو جائے۔ "فَقَطْرٌ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ"

جزدیش کی سالوں سے مزارعین کے زیر کاشت ہوں کیا شرعاً وہ ان کے مالک بن جائیں گے؟

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ صدر ایوب کے دور حکومت میں ملک میں ایک قانون نافذ کیا گیا تھا کہ جن زمینداروں نے اپنی زمینیں مزارعین کو کاشتکاری کیلئے دے رکھیں تھیں وہ مزارعین اگر ٹیکس ادا کر دیں تو وہ زمین کے مالک ہوں گے، شبہاً شریف نے بھی اس قانون کی توثیق کر دی ہے پوچھنا یہ ہے کہ صدر ایوب کا یہ اقدام شریعت مطہرہ کے موافق ہے یا مخالف؟ کیا مزارعین ایسی زمینوں کے مالک ہوں گے۔

يَقُوْبُ الْعَلَامُ الْبَنِيَّاتِ الْوَهَّابِ

الجواب:

یہ قانون درحقیقت ان زمینوں کے بارے میں ہے جن کا کوئی مالک نہ ہو پھر یا غیر آباد ہوں ایسی زمینوں میں اگر کوئی آدمی حکومت کی اجازت یا حکم سے محنت مشقت کر کے اسے قابل کاشت بنائے تو اس صورت میں کھیتی باڑی کرنے والا شخص اس زمین کا مالک ہوگا۔

چنانچہ خود سرکارِ عالم نور محمد رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

"مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَكِنَّهُ يُعْرِقُ ظُلْمُهُ حَقِّهِ" (۱)

"جس آدمی نے مردہ زمین کو آباد کیا تو وہ زمین اسی کی ہے اور ظالم کا کوئی حق نہیں ہوا کرتا۔"

آپ رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

"مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ" (۲)

"جس نے مردہ زمین کو آباد کیا تو وہ اسی کی ہے۔"

"إِذَا أَحْيَا مَسِيحٌ أَوْ قَبِيْلٌ أَرْضًا غَيْرَ مُتَّفَعٍ بِهَا وَلَيْسَتْ

یہ اس وقت کی بات ہے کہ اس وقت وہ قولہ ساڑھے سات ماشر چاندی کی قیمت دو روپے پونے تیرہ آنے اور ایک پیسہ کے پانچویں حصہ کے برابر بنتی تھی۔ پھر یہاں پاکستان میں ایک وقت ایسا گزرا ہے کہ مذکورہ وزن چاندی کی قیمت صرف ۳۲ روپے تھی اور آجکل چاندی ۲۰۰ روپے تولہ ہے تو دو تولہ ساڑھے سات ماشر چاندی کی قیمت ۳۵۰ یعنی تقریباً ۳۳۰۰ روپے بنتی ہے اور یہ آجکل نقدی کی صورت میں مہر کی اقل مقدار ہے۔ یاد رہے اقل مہر جو شرع شریف نے مقرر فرمایا وہ مذکورہ بالا وزن کی چاندی ہے اس کی قیمت خواہ دو تین روپے ہو خواہ ۳۲ روپے یا ۳۳۰۰ روپے یا اس بھی زیادہ ہو جائے۔

۲: اگر کوئی شخص اقل مہر سے بھی کم مہر پر نکاح کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا اور مہر کی اقل مقدار لازم ہوگی یعنی دس درہم چاندی یا اس کی قیمت اور اس نے مہر کا ذکر ہی نہ کیا تو بھی نکاح صحیح ہوگا اور مہر مثل لازم ہوگا۔

چنانچہ حضرت مولانا شیخ الاسلام امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر القرطبی الرضی عنہ فی التوفی ۵۹۵ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

"يَصِحُّ النِّكَاحُ وَإِنْ لَمْ يُسَوِّ مَهْرًا وَكَذَلِكَ إِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطٍ أَنْ لَا مَهْرَ لَهَا... وَلَوْ سَمِيَ أَقَلَّ مِنْ عَشْرَةِ فَلَهَا الْعَشْرَةُ عِنْدَنَا" (۳)

"اگر چاہتا ہو نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ کیا ہو نکاح صحیح ہے اسی طرح جب کسی شخص نے اس شرط پر عورت سے نکاح کیا کہ اس کا کوئی مہر نہیں ہوگا تو بھی نکاح صحیح ہے..... اور اگر اس نے دس درہم سے کم مقرر کیا تو بھی ہمارے نزدیک شرعاً اس کا مہر دس درہم ہی ہوگا۔"

امام موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں:

"وَإِنْ تَزَوَّجَهَا وَلَمْ يُسَوِّ مَهْرًا أَوْ تَزَوَّجَهَا عَلَى أَنْ لَا مَهْرَ لَهَا فَلَهَا مَهْرٌ مِثْلُهَا إِنْ دَخَلَ بِهَا أَوْ مَاتَ عَنْهَا"

"اور اگر کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا اور مہر کا ذکر نہ کیا یا اس شرط پر نکاح کیا کہ اس کے لئے کوئی مہر نہ ہوگا تو اس عورت کو مہر

۱: "عبدیۃ" کتاب النکاح، باب المہر۔

۲: "ابوداؤد" کتاب الخراج والفقہ والاجارہ، باب احیاء الموات، ۱۵۸/۲-۱۵۹۔

۳: "مؤلفی" کتاب الاحکام، باب ما ذکر فی احیاء ارضی الموات، حدیث نمبر: ۱۳۷۸۔

بِمَمْلُوكٍ تَسْلِمٍ وَلَا يَمِينٍ وَهِيَ بَعْدُ مِنَ الْقَرْيَةِ مَلَكِيًّا (۴)
 ”جب کسی مسلمان یا ذمی نے غیر آباد زمین کو جو نہ تو کسی
 مسلمان کی ملکیت ہے نہ کسی ذمی کی۔ قابل کاشت بنایا اور وہ زمین ہے سستی
 سے دور تو کسی زمین کو قابل کاشت بناتے آئے اس کے مالک ہوں گے۔“

لیکن جو زمین کسی کی ملکیت ہے خواہ وہ قابل کاشت ہو یا نہ
 ہو حکومت کی طرف سے مزارعین کو اس کے مالکانہ حقوق دے دینا ملک
 غیر میں تصرف ہونے کی وجہ سے سراسر ظلم ہونے کی وجہ سے سخت
 ناجائز، حرام، اشد حرام ہے حکومت پر لازم ہے کہ اس ظالمانہ
 قانون کو ختم کرے اور مزارعین پر لازم ہے کہ ظلم حاصل کی گئی زمینیں
 اصل مالکوں کے سپرد کر کے دنیاوی ذلت اور اخروی رسوائی و عذاب
 سے بچیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کا اہتمام کرنا

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد جو روڈ
 کے قریب واقع ہے یا روڈ قریب ہونے کی وجہ سے مسجد تقریباً چھ فٹ
 گہرائی میں چلی گئی، مسجد کی دیواریں اور چھت بھی کمزور ہو چکا تھا اس
 مسجد کو گرا کر دو منزلہ تعمیر کی گئی ہے فی الحال مسجد کا فرش محلہ کی سڑک کے برابر
 ہے آیا بلا حذر شرعی ہم پہلی جگہ جہاں ہم نے تقریباً تین سال نمازیں
 پڑھی ہیں اسے چھوڑ کر دوسری بالائی منزل پر جو پہلی مسجد کا چھت ہے
 نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

بِقَوْلِ الْعُلَمَاءِ الْيَتَعَمَّرُ أَوْعَابِ

الجواب:

اصل مسجد فرش مسجد یعنی زمین ہوتی ہے جس پر عمارت بنائی
 جاتی ہے اور جسکی بقاء قیامت ہے وہ وہی زمین ہی ہے۔ رہی عمارت تو
 وہ اس زمین کے تابع ہوتی ہے اور بالائی منزل، زیریں منزل کے تابع
 ہے۔ لہذا جب تک اصل مسجد یعنی زیریں منزل میں نماز کی ادائیگی سے
 کوئی عذر مانع نہ ہو وہاں ہی نماز کا اہتمام کرنا چاہئے اور بالائی منزل
 میں اہتمام جماعت سے احتراز چاہئے ہاں اگر نیچے گنجائش نہ رہے کہ
 منزل زیریں نمازیوں سے بھر جائے تو اس صورت میں نمازیوں کا بالائی

منزل میں نماز ادا کرنے میں حرج نہیں۔

چنانچہ فقہ ملت حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

”جب مسجد دو منزلہ یا تین منزلہ ہو تو امام کو نیچے ہی نماز پڑھانا
 چاہئے نیچے جگہ رہے ہوئے اوپر دوسری یا تیسری منزل پر نماز پڑھانا
 مکروہ ہے اس لئے کہ بلا ضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا جائز نہیں ہاں اگر
 نیچے جگہ نہ ہو تو اوپر نماز پڑھی جائے۔“

”رد المحتار“ میں ہے:

”ثُمَّ رَأَيْتُ لَهَا تَنْبِيْهُ قُلَّ عَنِ الْفِيْضِ كَرَاهَةَ الصُّعُوْدِ
 عَلَى سَطْحِ الْمَسْجِدِ..... وَيُكْرَهُ كَرَاهَةُ الصَّلَاةِ فَوْقَهُ“

”پھر میں نے دیکھا کہ امام اہل حقانی مفید سے نقل کرتے ہوئے
 لکھتے ہیں کہ مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے..... اس سے لازم آتا ہے
 کہ مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے۔“

اور ”فتاویٰ عالمگیری“ میں ہے:

”الصُّعُوْدُ عَلَى سَطْحِ كُلِّ مَسْجِدٍ مَّكْرُوهُ أَيْ إِذَا
 ضَاقَ الْمَسْجِدُ حِينَئِذٍ لَا يَكْرَهُ الصُّعُوْدُ عَلَى سَطْحِهِ
 لِلضَّرُورَةِ“

”کسی بھی مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے یعنی جب مسجد
 تنگ ہو تو پھر (نماز کیلئے) مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ
 ضرورت ہے۔“

فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ وَرَسُولُهُ الْأَكْرَمُ صَلَّى اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔ كُتِبَ
 نَائِبُ مُفتي محمد عبدالسلام ہاشمی تھانوی
 دارالافتاء، الجامعة الاشرفية، محلہ علی مسجد گجرات

۱۔ کتاب احیاء الصوت، ۵/۱۰، مکتبہ سبحانیہ کوئٹہ۔

۲۔ ”فتاویٰ فقہ ملت“، باب احکام المسجده، ۱۹۵۴، شہر برائز لاہور۔

قاسم خزانہ المیہ

مرزا محمد تقی علی

دولت کی پیش کش کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اپنے پیارے محبوب ﷺ کو اپنے غیر محدود اور لا فانی خزانے اور دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں عطا فرمادیں۔ اور ”إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْكَبَ“ کی کثرت عطا فرما کر اپنے پیارے محبوب ﷺ کو اپنے خزانوں کا خازن اور نعمتوں کا قاسم بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ نے خوار و پیاسا خدا داد و عظمت و شان کو تحدیثِ نعمت کے طور پر بیان فرمایا۔

حدیث نمبر: ۱

زمین کی چابیاں

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ۔“

”مجھے زمین کی چابیاں عطا فرمائی گئیں۔“ (۱)

حدیث نمبر: ۲

زمین کے خزانوں کی چابیاں

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَكُنْتُ قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ۔“

”اور میں نے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے پیارے محبوب ﷺ ایک مرتبہ حرم شریف میں تشریف فرما تھے۔ اور دوسری طرف قریش کے اپنی مجلس شوریٰ بلائے ہوئے گنگو تھے۔ عقبہ بن ربیعہ نے کہا اے جماعت قریش! کیا یہ بات مناسب نہیں کہ میں محمد (ﷺ) کے پاس جاؤں اور چند ایک تجاویز ان کے سامنے پیش کروں شاید وہ کسی بات کو مان لیں۔ جو چیز وہ مانگیں گے ہم انہیں دے دیں گے تاکہ وہ ہماری تکفیر سے باز آجائیں اور ہمارے خداؤں کو نہ اکہنا چھوڑ دیں؟ حاضرین نے کہا ضرور اے ابو ولید! تم جا کر ان سے گفتگو کرو۔

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت سیدنا امیر حمزہ نے اسلام قبول کیا تو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو گیا۔ عقبہ وہاں سے اٹھا اور اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کے پاس پہنچا اور آکر کہنے لگا اے پیغمبر! جیسا کہ تم جانتے ہو کہ تم ہم سب میں عزت و شرافت جیسی میں اعلیٰ مقام رکھتے ہو۔

تم اپنی قوم میں ایک تحریک لے کر آئے ہو۔ جس کی وجہ سے تم نے اپنی جماعت میں تفریق پیدا کر دی ہے۔ قوم کے دانشوروں کو تادال بتایا۔ ان کے خداؤں کو چھوٹا کیا۔ اور ان کے دین میں عیب نکالے۔ اگر اس تحریک سے تمہارا مقصد مال و دولت جمع کرنا ہے۔ تو ہم تمہیں اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ امیر و بکیر بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ علیم و خیر جانتا تھا کہ کافر میرے پیارے محبوب کو مال

۱۔ تخریج ”مصلح ابن ابی شیبہ جلد ۵ صفحہ 304 رقم الحدیث 31648“ مکتبہ الرشید ریاض معروہہ المستند امام احمد جلد اول صفحہ 99 رقم الحدیث 763۔ بہت الافکار المولیہ اردو المستند امام احمد رضا جلد اول صفحہ 148 رقم الحدیث 1362۔ الخصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ 331۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔“

حدیث نمبر ۳:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”قَبِيْطَاتُ النَّارِ اَوْ تَبَّتْ مَقَابِلُهُمْ خَزَائِنُ الدَّرَجِ قَوْضَعَتْ فِيْ يَدَيَّ“۔

”پہن میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں تمھاری گئیں۔“ (۳)

حدیث نمبر ۴:

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اَتَيْتُ بِمَقَالِيْدِ الدُّنْيَا عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ عَلٰی قَطْرِ قَتَبِهِ مِنْ سُنْدُسٍ“۔

”دنیا کے خزانوں کی چابیاں ایسے گھوڑے پر میرے پاس لائی گئیں جس پر سونے کی جھار تھی۔“ (۴)

ترجیم بخاری شریف کتاب الجنائز باب الصلوة علی الشہید جلد اول صفحہ 572 رقم الحدیث 1344۔ بخاری شریف کتاب المناقب باب علامات النبوة جلد دوم صفحہ 387 رقم الحدیث 3596۔ فرید بک سقا لاهور۔ بخاری کتاب المغازی باب احادیثنا تحہ جلد دوم صفحہ 582 رقم الحدیث 4085 فرید بک سقا لاهور۔ کتاب بخاری لرقاق باب فی الحوض جلد سوم صفحہ 597 رقم الحدیث 6590۔ مسلم شریف کتاب الفضائل باب فی اثبات حوض نبی ص 1015 رقم الحدیث 5976 دار السلام ریاض۔ صحیح ابن حبان صفحہ 896 رقم الحدیث 3198 دار المعرفہ بیروت لبنان۔ صفحہ 930 رقم الحدیث 3224۔ مسند امام احمد جلد دوم صفحہ 218 رقم الحدیث 17477 بیت الانکار النولہ اردن۔ صفحہ 222 رقم الحدیث 17532۔ سنن الکبریٰ بیقی جلد 4 صفحہ 159 رقم الحدیث 6809 دار الحدیث قاہرہ مصر۔ مشکوٰۃ باب وفات النبی فصل اول۔ اشعۃ السمعات جلد 7 صفحہ 344 فرید بک سقا لاهور۔ الانوار فی شمائل النبی المختار صفحہ 19 کرمانوالہ بک شاہ لاهور۔ کتاب الشفا جلد اول صفحہ 111 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ جواهر البحار جلد اول صفحہ 66۔ جواهر البحار جلد دوم صفحہ 171۔ حجۃ اللہ علی العالمین جلد اول صفحہ 61۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور۔ بخاری شریف کتاب الجہاد باب قول النبی ﷺ نصرت بالرب جلد دوم صفحہ 139۔ 21977 فرید بک سقا لاهور۔ بخاری کتاب التعمیر باب المفاتیح فی البیہ جلد سوم صفحہ 757 رقم الحدیث 7013 فرید بک سقا لاهور۔ بخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی ﷺ بعثت بجموع الکلم جلد سوم صفحہ 851 رقم الحدیث 7273۔ مسلم شریف کتاب المساجد باب مواضع الصلاۃ صفحہ 213 رقم الحدیث 1168۔ رقم الحدیث 1171 دار السلام ریاض سعودی عرب۔ صحیح ابن حبان صفحہ 1690 رقم الحدیث 6363 دار المعرفہ بیروت لبنان۔ مسند احمد جلد اول صفحہ 640 رقم الحدیث 7575۔ بیت الافکار النولہ اردن۔ صفحہ 644 رقم الحدیث 7620۔ صفحہ 755 رقم الحدیث 9130۔ صفحہ 806 رقم الحدیث 9867۔ مسند احمد جلد اول صفحہ 848 رقم الحدیث 10524۔ بیت الانکار النولہ اردن۔ سنن الکبریٰ جلد 7 صفحہ 82 رقم الحدیث 13317۔ دار الحدیث قاہرہ مصر۔ شعب الایمان جلد اول صفحہ 148 رقم الحدیث 139۔ دار الاشاعت کراچی۔ دلائل نبیہ جلد 5 صفحہ 335 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ سنن نسائی جلد دوم صفحہ 303 رقم الحدیث 3088۔ 3089 فرید بک سقا لاهور۔ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل اول اشعۃ السمعات جلد 7 صفحہ 142 فرید بک سقا لاهور۔ الانوار فی شمائل النبی المختار صفحہ 111 دار الکتب 20 کرمانوالہ بک شاہ لاهور۔ کتاب الشفا جلد اول صفحہ 111 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ الخصال لکبریٰ جلد دوم صفحہ 332 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ دلائل النبوة ابو نعیم صفحہ 87 ضیاء القرآن کمپنی لاهور۔ دلائل النبوة ابن کثیر صفحہ 563۔ مرکز اہلسنت برکات رضا ہند۔ البدایہ والنہایہ جلد 6 صفحہ 425۔ دار ابن کثیر بیروت و مکینہ رشیدیہ کوئٹہ۔ جواهر البحار جلد اول صفحہ 406 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جواهر البحار جلد دوم صفحہ 208۔ جواهر البحار جلد چہارم صفحہ 142۔ جواهر البحار جلد 4 صفحہ 121۔ جواهر البحار جلد اول صفحہ 114۔ تنسیم الریاض شفا جلد دوم صفحہ 196۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ السیم الریاض جلد دوم صفحہ 368 شرح شفا علی قاری جلد اول 225 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جواهر البحار جلد اول صفحہ 66۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6 صفحہ 307 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ترجمہ صحیح ابن حبان صفحہ 691 رقم الحدیث 6364۔ دار المعرفہ بیروت لبنان۔ مسند امام احمد جلد اول صفحہ 1173 رقم الحدیث 14567۔ بیت الانکار النولہ اردن۔ مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 419 رقم الحدیث 14215۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ الترغیب والترہیب جلد چہارم صفحہ 182 رقم الحدیث 4780۔ دار الحدیث قاہرہ۔ مسند الفردوس جلد اول صفحہ 400 رقم الحدیث 1619۔ دار الکتب العلمیہ بیروت 1986۔ معارف اطمینان جلد اول صفحہ 525 رقم الحدیث 2137۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ سیر اعلام النبلاء جلد 7 صفحہ 104۔ موسستہ الرسالہ بیروت 1413۔ الانوار فی شمائل النبی المختار صفحہ 21 کرمانوالہ بک شاہ لاهور۔ الوفا بحوال مصطفیٰ صفحہ 431۔ حامد ابنہ کمپنی لاهور۔ حرقانی علی الموابہ جلد 7 صفحہ 109 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ الخصال لکبریٰ جلد دوم صفحہ 333۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین جلد اول صفحہ 57 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور۔ جواهر البحار جلد دوم صفحہ 165۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ البدایہ والنہایہ جلد 6 صفحہ 425۔ دار ابن کثیر بیروت و مکینہ رشیدیہ کوئٹہ۔ دلائل النبوة ابن کثیر صفحہ 563۔ مرکز اہلسنت برکات رضا ہند۔ تنسیم الریاض جلد دوم صفحہ 196۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

حدیث نمبر: ۵

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

”أُعْطِيتُ الْكَفَرَيْنِ الْأَحْمَرُ وَالْبَيْضُ“

”مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیئے گئے۔“ (۵)

حدیث نمبر: ۶

شام فارس اور یمن کے خزانے

حضرت سیدنا ہمام بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

”أُعْطِيتُ مَقَاتِيحَ الشَّامِ - أُعْطِيتُ مَقَاتِيحَ

فَارِسَ - أُعْطِيتُ مَقَاتِيحَ الْيَمَنِ“

”مجھے ملک شام کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ ملک

یمن اور فارس کی چابیاں دی گئیں۔“ (۶)

حدیث نمبر: ۷

زمین و آسمان کے خزانے

امام الانبیاء حبیب کبریا احمد یحییٰ جناب حضرت سیدنا محمد

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أَوْتِيتُ مَقَاتِيحَ خَزَائِنِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ“

”مجھے زمین و آسمان کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔“ (۷)

حدیث نمبر: ۸

امام الانبیاء سید الانبیاء خطیب الامیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أَوْتِيتُ الْبَرَاحَةَ مَقَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ“

”گذشتہ رات مجھے زمین و آسمان کی چابیاں عطا کی گئیں۔“ (۸)

حدیث نمبر: ۹

کلام کی چابیاں

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أُعْطِيتُ مَقَاتِيحَ الْكَلِمِ“

”مجھے کلام کی چابیاں عطا فرمائی گئیں۔“ (۹)

حدیث نمبر: ۱۰

احمد مختار شافع روز شمار ہاڈن پروردگار ﷺ نے فرمایا:

”أُعْطِيتُ مَقَاتِيحَ الْكَلَامِ“

”مجھے (جامع اور مختصر) کلام کی چابیاں عطا کی گئیں۔“ (۱۰)

۵: تخریج: مسلم شریف کتاب الفتن باب هلاك هذه الامة صفحہ 1250 رقم الحديث 7258 - دار السلام رياض - ترمذی شریف کتاب الفتن صفحہ 500 رقم الحديث 2178 - دار السلام رياض - ابوداؤد کتاب الفتن باب ذكر الفتن وذلالتها رقم الحديث 4252 - عون المصنف جلد دوم صفحہ 1934 - دار ابن حزم بيروت - ابن ماجه کتاب الفتن باب ما يكون في الفتن جلد دوم صفحہ 464 رقم الحديث 3952 - ترمذی بك مغال لاهور - صحيح ابن حبان صفحہ 1790 رقم الحديث 6714 - دار الصغرى بيروت - مسند امام احمد جلد دوم صفحہ 698 رقم الحديث 22796 - مسند امام احمد جلد دوم صفحہ 703 رقم الحديث 22816 - جواهر البحار جلد اول صفحہ 433 - دار الكتب العلمية بيروت - جواهر البحار جلد دوم صفحہ 171 - جواهر البحار جلد سوم صفحہ 193 - دار الكتب العلمية بيروت - ۶: تخریج: مسند امام احمد جلد دوم صفحہ 350 رقم الحديث 8898 - افکار القولیه اردن - مجمع لازوال جلد 6 صفحہ 137 رقم الحديث 10138 - دار الكتب العلمية بيروت لبنان - دلائل النبوة جلد 3 صفحہ 421 - دار الكتب العلمية بيروت لبنان - دلائل النبوة ابو نعیم صفحہ 460 - انباء القرآن یلی کبشتر لاهور - سير اعلام النبلا جلد اول صفحہ 465 - مطبوعه دار الحديث قاهره مصر - مواهب اللدینه جلد اول صفحہ 315 - ترمذی بك مغال لاهور - صحيح رسول الله ﷺ صفحہ 447 - تاج كميني - حجة الله على العلمين جلد دوم صفحہ 140 - انباء القرآن یلی کبشتر لاهور - مختصر سير رسول ﷺ صفحہ 451 - تعصالي كتب خاله لاهور - عبدالله بن محمد بن عبد الوهاب نجدی - حقيق المختوم صلى الرحمن غير مقلد صفحہ 447 - مكتب عليه لاهور - رحمة العلمين جلد سوم صفحہ 209 - مكتبة اسلاميه - ۷: تخریج: مجمع كبير المطباني جلد 12 صفحہ 361 - نسيم الرياض جلد 5 صفحہ 47 - دار الكتب العلمية بيروت - جواهر البحار جلد سوم صفحہ 49 - دار الكتب العلمية بيروت - ۸: تخریج: نسيم الرياض جلد سوم صفحہ 177 - دار الكتب العلمية بيروت - جواهر البحار جلد دوم صفحہ 286 - دار الكتب العلمية بيروت - ۹: تخریج: بخاری شریف کتاب التمهيد باب روية اليل رقم الحديث 6998 - جلد سوم صفحہ 751 - ترمذی بك مغال لاهور - ۱۰: تخریج: كتاب الزهد ابن مبارك رقم الحديث 194 - نسيم الرياض جلد دوم صفحہ 47 - دار الكتب العلمية بيروت -

حدیث نمبر: ۱۱

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَعْطَيْتُ فَوَاتِمَ الْكَلْبِ وَجَبَّاعَةَ وَخَوَّاتِمَةَ"

"مجھے کلام کا آغاز اور اسکی جامعیت اور انجام کی چابیاں

عطا کی گئیں۔" (۱)

حدیث نمبر: ۱۲

ہر چیز کی سنجیاں

امام احمد اور طبرانی ص ۱۵۷ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر

سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَعْطَيْتُ مَعَاتِيَةَ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْخَمْسَ"

"مجھے ہر چیز کی چابیاں دی گئیں سوائے پانچ چیزوں کے۔" (۲)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ:

"قَلَّبَ بَعْضُهُمْ إِلَى أَنَّهُ عَلَيْهِ صَلَوةٌ فَكُنْتُ أَوْتَىٰ عَلَيْهِمُ الْخَمْسَ"

"بعض علمائے اعلام نے فرمایا کہ آپ ﷺ پر اللہ کی صلوٰۃ ہے لہذا میں ان پر اللہ کی صلوٰۃ کرتا ہوں۔"

کوان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرمایا گیا۔" (۳)

شہروں کی چابیاں:

قاضی عیاض مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

تفصیل سے ارشاد فرمایا:

قَدْ أُوتِيَ خَزَائِنَ الْأَرْضِ وَمَقَاتِلَ الْبِلَادِ۔"

"حقائق آپ ﷺ کو زمین کے خزانے اور شہروں کی چابیاں

عطا کی گئیں۔" (۴)

محترم قارئین!

مندرجہ بالا قرآن کریم کی آیت مبارکہ اور فرامین مصطفیٰ

ﷺ اور اقوال علماء سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے پیارے

محبوب ﷺ کو زمین کی چابیاں زمین کے خزانوں کی چابیاں آسمان کے

خزانوں کی چابیاں۔ کلام کی جامعیت کی چابیاں۔ شہروں کی چابیاں۔

بلکہ ہر چیز کی چابیاں ہر قسم کے خزانوں کا خازن بنادیا ہے۔ خود محبوب

رب دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حدیث نمبر: ۱۳

"إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ"

"بے شک میں خدا کے خزانوں کا خازن ہوں۔" (۵)

رب محمد ص ۱۵۷ نے اپنے شاہکار قدرت کو اپنے

خزانوں اور نعمتوں کا نہ صرف خازن بنایا۔ بلکہ خزانوں اور نعمتوں کا تقسیم

کرنے والا بھی بنایا اسی لیے میرے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر: ۱۴

"جُعِلْتُ قَاسِمًا أَيْ قَسِمًا بَيْنَكُمْ"

"مجھے قاسم بنایا گیا اور میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا

ہوں۔" (۶)

- ۱- تخریج: مسند ابو یعلیٰ جلد ۶ صفحہ ۳۷۸ رقم الحديث 7234 دار التکبیر بیروت۔ مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 337 رقم الحديث 13970۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6 صفحہ 322 رقم الحديث 31726 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جمع الجوامع جلد اول صفحہ 441 رقم الحديث 3306۔ خصائص النکری جلد دوم صفحہ 334 مطبوعہ دار الکتب بیروت۔
- ۲- تخریج: خصائص النکری جلد دوم صفحہ 335 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 337 رقم الحديث 13969۔
- ۳- الخصائص النکری جلد دوم صفحہ 335 دار الکتب العلمیہ بیروت۔
- ۴- تخریج: شفا شریف جلد اول صفحہ 66 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ رجوع البحر جلد اول صفحہ 35 دار الکتب العلمیہ بیروت۔
- ۵- تخریج: صحیح مسلم شریف صفحہ 417 رقم الحديث 2386۔
- ۶- تخریج: بخاری کتاب فرض الخمس باب فان لله خمسہ جلد دوم صفحہ 195 رقم الحديث 3114 فرید بکسٹال لاہور۔ مسلم کتاب الادب صفحہ 952 رقم الحديث 5592 دار السلام ریاض سعودی عرب۔ مسند امام احمد جلد اول صفحہ 1161 رقم الحديث 14416 بیست الافکار النولہ اوفن۔ شرح معانی الآثار جلد چہارم صفحہ 469 فرید بکسٹال لاہور۔ شرح شفا ملا علی قاری جلد اول صفحہ 504 دار الکتب العلمیہ بیروت۔

دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

"بَعَثْتُ قَاسِمًا أَقْبَسُ بَيْنَكُمْ" (۱۷)

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

"أَنَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْبَسُ بَيْنَكُمْ"

"بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور تقسیم کرتا ہوں تمہارے

درمیان۔" (۱۸)

حدیث نمبر: ۱۵

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ اللَّهُ يُعْطِي وَأَنَا أَقْبَسُ بَيْنَكُمْ"

"میں ابو القاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں تمہارے

درمیان تقسیم کرتا ہوں۔" (۱۹)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سرکارِ دو عالم

ﷺ خزانِ خداوندی کے خازن بھی ہیں اور قاسم بھی۔

حدیث نمبر: ۱۶

"أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ"

"میں رب کے خزانوں کا قاسم بھی ہوں اور خازن بھی۔" (۲۰)

حدیث نمبر: ۱۷

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منیر پر خطبہ ارشاد

فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے

سنا:

"أَلَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي"

"بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ ہی مجھے دیتا

ہے۔" (۲۱)

محترم قارئین!

مندرجہ بالا سولہ احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ

قاسم اور خازن ہیں اور رب العالمین عطا فرماتے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کس چیز کا عطیہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کس چیز کے

خازن ہیں اور کس کے قاسم ہیں یہ بیان نہیں ہوا کیوں؟

اس لئے کہ علم معانی کا قادمہ ہے کہ جب فعل کا مفعول

مذکور (یعنی پوشیدہ) ہوتا ہے تو وہ عموم کا قادمہ دیتا ہے۔ اور یہاں قاسم

۱: تخریج: صحیح مسلم کتاب الاداب باب نہی عن التکفی - صفحہ 852 رقم الحدیث 5589 - صحیح مسلم کتاب الاداب باب نہی عن

التکفی - صفحہ 952 رقم الحدیث 5590 - صحیح مسلم کتاب الاداب باب نہی عن التکفی - صفحہ 953 رقم الحدیث 5594 - سنن الکبریٰ

جلد 9 صفحہ 572 رقم الحدیث 19322 دار الحدیث قاہرہ مصر - جامع الصغیر صفحہ 290 رقم الحدیث 4716 دار الکتب العلمیہ بیروت -

۱۸: تخریج: مسلم کتاب الاداب باب نہی عن التکفی صفحہ 952 رقم الحدیث 5588 - بخاری کتاب الاداب باب من سمي باسمه الاتهاب

جلد سوم صفحہ 461 رقم الحدیث 6196 - مسند احمد جلد اول صفحہ 1223 رقم الحدیث 15197 - شرح معانی الآثار جلد 4 صفحہ

468 472 - فہرست بک مطال لاہور - الاتوار فی شمائل النبی المختار صفحہ 166 - کرماتوالہ بک شاپ لاہور - جواهر البحار جلد اول صفحہ

415 - سنن الکبریٰ جلد 9 صفحہ 673 رقم الحدیث 19324 دار الحدیث قاہرہ مصر -

۱۹: تخریج: صحیح ابن حبان صفحہ 1549 رقم الحدیث 5817 - دار المعرفہ بیروت - جامع الصغیر صفحہ 160 رقم الحدیث

2687 - دار الکتب العلمیہ بیروت - مطالع المسرات صفحہ 435 - تنزیہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور - فتح الباری جلد 10 صفحہ 701 - مکتبہ

رشیدیہ کوئٹہ - طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ 125 - تیس اکیٹمی کراچی - شرح معانی الآثار جلد 4 صفحہ 468 - فہرست بک مطال لاہور -

جواهر البحار جلد دوم صفحہ 195 - دار الکتب العلمیہ بیروت - سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ جلد 4 صفحہ 416 - انصار السنۃ پبلی کیشنز لاہور -

دلائل النبوة جلد اول صفحہ 163 - دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان -

۲۰: تخریج: بخاری کتاب فرض الخمس باب فان للہ خمسہ جلد دوم صفحہ 195 رقم الحدیث 3114 - تہذیب بکسٹال لاہور -

۲۱: تخریج: صحیح بخاری کتاب العلم باب من یؤثقلہ خیرا - جلد اول صفحہ 136 رقم الحدیث 71 - صحیح بخاری کتاب الاعتصام باب

قول النبی لا تقال ظائفہ - جلد سوم صفحہ 869 رقم الحدیث 7312 - صحیح بخاری کتاب فرض الخمس جلد دوم صفحہ 196 رقم الحدیث

3116 - تہذیب بکسٹال لاہور - صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب التہی عن المعضلہ صفحہ 417 رقم الحدیث 2392 - دار السلام راضی سعودیہ -

مسند امام احمد جلد اول صفحہ 811 رقم الحدیث 7193 - بیت الافکار الدولیہ اردن - جامع الصغیر صفحہ 155 رقم الحدیث

2682 - دار الکتب العلمیہ بیروت - مشکوٰۃ کتاب الایمان اشعۃ المعات جلد اول صفحہ 483 - تہذیب بکسٹال لاہور - المدخل الکبیر صفحہ

217 - ادارہ معارف اسلامی لاہور 1992 - مطالع المسرات صفحہ 435 - تنزیہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور - سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ جلد اول

صفحہ 383 - انصار السنۃ پبلی کیشنز لاہور -

خازن اور مصطفیٰ۔ تینوں کے مفعول محذوف ہیں تو اس لئے عموم پر دلالت ہوتی ہے۔ سب حتیٰ یہ ہوئے کہ مخلوقات میں جس کو اب تک جو کچھ ملا یا آئندہ ملے گا ان سب کا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ان سب کا خازن بھی میں ہوں اور سب کا تقسیم کرنے والا بھی میں ہوں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے مصطفیٰ ہونے میں کسی قسم کی تخصیص جائز نہیں اسی طرح حضور ﷺ کے تمام و خازن ہونے میں بھی کسی قسم کی تخصیص جائز نہیں ہے۔

جس طرح تمام امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حقوق کی ہر نوع، ہر فرد خواہ وہ فرشتے ہوں۔ خواہ وہ انسان ہوں خواہ جن ہوں خواہ وہ اور کچھ ہو۔ سب کو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ملا ہے اور ملے گا۔ اسی طرح غلامان مصطفیٰ ﷺ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سب کچھ بلا استثنا جو کچھ ملا ہے یا مل رہا ہے یا پھر ملے گا۔ سب حضور اقدس ﷺ کے دینے سے ملے گا اس کو علم کیساتھ خاص کرنا درست نہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے زندگی بھی عطا کی ایک قسم ہے تو ثابت ہوا کہ زندگی بھی جسے ملی ہے وہ مصطفیٰ ﷺ سے ملی ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی تخلیق سارے عالم سے پہلے ہوئی کیونکہ سب کچھ تقسیم کرنے والے کا سب سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ میرے آقا کریم رؤف و رحیم مدنی کریم ﷺ سب سے پہلے ہیں خواہ وہ جناب جبرائیل ہوں یا جناب آدم علیہ السلام۔ اس حدیث پاک کی تخریج کرتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔ علم اور مال دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور حضور ﷺ تقسیم فرماتے ہیں کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ تو تقسیم فرماتے والے ہیں۔ (۲۲)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”آپ علم اور مال نصیحت جیسی چیزیں تقسیم فرماتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نیک لوگوں کو بشارت اور بدکاروں کو وعید تقسیم کرتے ہیں اور یہ ممکن ہے۔ بلندہ یوں اور پستیوں کی تقسیم آپ ہی کی عطا کی گئی ہو۔ اور یہ تمام مطالب مان لینے سے بھی کوئی مانع نہیں ہے۔ جیسا کہ اس بات پر مفعول کا محذوف ہونا دلالت کرتا ہے۔ اس سے ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز دیتا ہے اور حضور ﷺ تقسیم فرماتے ہیں۔“ (۲۳)

انور شاہ کشمیری محدث و یوں بند لکھتے ہیں:

”حقیقت میں دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور تقسیم کرنے والا

بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہر اور صورت دینے والے بھی رسول اکرم ﷺ ہیں اور تقسیم کرنے والے بھی رسول کریم ﷺ ہیں۔ اور یہاں ظاہر ہی مراد ہے کیونکہ تمام لوگوں کی نظر حقیقت تک نہیں پہنچی اور عرفی طور پر بھی ظاہر کا اعتبار ہی ہوتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ظاہری طور پر دینے اور تقسیم کرنے والے آپ ﷺ ہیں تو آپ ﷺ نے عطا کی نسبت اللہ کی طرف اور تقسیم کی نسبت اپنی طرف کیوں کی اس کا جواب یہ ہے کہ عطا کا مرتبہ تقسیم سے بلند ہوتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے تواضع اور عاجزی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف عطا کی نسبت کی اور اپنی طرف تقسیم کی۔“ (۲۴)

امام المسند تاجدار عشق و محبت خانی الرسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کچھ یوں کیا ہے:

نعتیں باعنا جس ست وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی ششی رحمت کا قلدان گیا
قرآن جائیں بریلی کے تاجدار پراتنی طویل بحث کو ایک
شعر میں سمیٹ کے رکھ دیا اسی لیے کہا پڑتا ہے

دست ہوئی رضا کو پردہ کیے ہوئے
اب بھی ہر اک بزم میں چہ چا رضا کا ہے
سب ان سے جلتے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فردزاں آج بھی ہے

۲۲۔ حیدر القاری جلد دوم صفحہ 73 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

۲۳۔ مرقعات شرح مشکوٰۃ جلد 9 صفحہ 105 مکتبہ المدنیہ مئتان۔

۲۴۔ تخریج: فیض الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ 253 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

میلاد کی شرعی حیثیت اور منکرین میلاد

مولانا شہزاد احمد قوری چوہدری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اہل سنت و جماعت اور وہابیوں کے درمیان عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت ایک نزاعی مسئلہ کی صورت اختیار کر چکی ہے اور اس نزاع میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جب بھی ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے اہل سنت اس ماہ کی مناسبت سے مختلف محافل کا اہتمام کر کے اس ماہ کی برکات حاصل کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف وہابی حضرات اپنی عمر و میوں کا ڈھنڈورا میلاد النبی ﷺ کی مخالفت کی صورت میں پیٹتے ہیں اور اپنا ساز و میلاد النبی ﷺ کو بدعت اور ناجائز ثابت کرنے میں صرف کر دیتے ہیں۔ لطف کی بات یہ کہ جس دلیل سے عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت کہتے ہیں اسی دلیل سے خود بھی بدعتی بننے ہیں کیونکہ دیوبندی ہر سال مختلف کانفرنس منعقد کرتے ہیں مثلاً عالمی سنی کانفرنس بحسب ضلع پکھل، سیرت النبی ﷺ کانفرنس اسی طرح غیر متقلدین بھی ہر سال اہلحدیث کانفرنس، شتم بخاری شریف منعقد کرتے ہیں۔ اگر میلاد النبی ﷺ ناجائز ہے تو عالمی سنی کانفرنس بحسب سیرت النبی ﷺ کانفرنس ماہجدت کانفرنس اور شتم بخاری شریف کیسے جائز ہے؟

پھر دیوبندیوں کا مفتی محمود ہر سال میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالتا تھا اسے بدعتی کیوں نہیں کہا جاتا؟ صد سالہ جشن دیوبند اور بیس سال کے بعد پشاور میں ڈیڑھ سو سالہ جشن دیوبند منانوالے بدعتی کیوں نہیں ہیں؟ اسلام آیا اور لاہور میں شہنائے لال مسجد کانفرنس منانجوالے اور اس میں شرکت کرنے والے بدعتی کیوں نہیں ہیں؟ منکرین میلاد اسے جب کہا جاتا ہے کہ تم میلاد کو ناجائز کیوں

کہتے ہو تو فوراً یہ حدیث نوک زبان پر آ جاتی ہے:

”مَنْ أَحَدَّثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَيُؤْذِنَا“

لیکن جب اپنی باری آتی ہے تو سب خاموش ہو جاتے ہیں گویا ان لوگوں کے ہاں فتوے کا معیار مختلف ہے۔ خود جو کچھ بھی کریں چاہے وہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہ ہو تو بھی جائز اور اگر اہل سنت میلاد کی محافل کریں تو پورا وہابی ٹولہ ایک ہی بولی بولنا نظر آتا ہے۔ منکرین میلاد کی اسی روش کے پیش نظر قرآن وحدیث اور منکرین میلاد کے گھر سے میلاد کے جواز میں ثبوت پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ عوام اہل سنت ایسے لوگوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے کا شکار ہو کر اپنے ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْدَلِكَ فَلْيَقْرَءُوا“

”وہ جو خیر عباد جمع ہوں۔“

”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن و دولت سے بہتر ہے۔“ (۱)

شاہ ولی الدین محدث دہلوی نے ہو خیر عباد جمع ہوں کا ترجمہ یوں کیا ہے:

”وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ اکٹھا کرتے ہیں۔“

اکٹھا کرنا خرچ کرنے کی ہند ہے۔ یعنی اللہ کے فضل اور اس کے رحمت کے حصول کی خوشی منانا اور خرچ کرنا اکٹھا کرنے سے بہتر ہے۔ اللہ کا فضل اور اللہ کی رحمت کیا ہے؟ اس کا جواب بھی قرآن

(۱) سورہ بقرہ ۸۸: ”وہر جمعہ کثیر الامعان۔“

ہی سے مانگتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا -
وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآيَاتِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا وَبَشِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَٰٓأَيُّهَا
لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا -

”اے نبیؐ کی خبریں بتانے والے (نبیؐ) بے شک ہم نے
تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دینا اور ڈر سنانا اور اس کی طرف اس
کے حکم سے بلانا اور چکا دینے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری
دو کران کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔“ (۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کو
”فَضْلًا كَثِيرًا“ یعنی بڑا فضل فرمایا ہے۔

”لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا -
”بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی
میں سے ایک رسول بھیجا۔“ (۳)

”وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ
مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ -“

”اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور وہ جو تم پر کتاب
اور حکمت اتاری سمجھت دینے کو۔“ (۴)

”وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ -“
”اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر۔“ (۵)

امام الدین ابن کثیر نے اس آیت کے تحت یوں لکھا ہے:
”يَقُولُ تَعَالَى مَذْكُرًا عِبَادَةَ الْمُؤْمِنِينَ نِعْمَتَهُ
عَلَيْهِمْ فِي شَرْعِهِ لَهُمْ هَذَا الدِّينُ الْعَظِيمُ وَإِرسَالُهُ إِلَيْهِمْ
هَذَا الرَّسُولَ الْكَرِيمَ -“ (۶)

مشہور غیر مقلدہ ہانی محمد بن جبرؒ کی جس کا ترجمہ قرآن
سعودی نجدی حکومت کنگ فہد پرچک کیلیکس سے چھاپ کر ہر سال
حاجیوں میں مفت تقسیم کرتی ہے، اس نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

”اس دن عظیم اور اس رسول کریم (ﷺ) کو بھیج کر جو احسان
اللہ تعالیٰ نے اس امت پر کیا ہے اسے یاد دلارہا ہے۔“ (۷)

مستحق زماں حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی مظہری
رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھا ہے:

”يَا رَسُولَ الرَّسُولِ وَإِنْزَالِ الْكِتَابِ وَالتَّوْفِيقِ
الْإِسْلَامِ وَسَائِرِ النِّعَمِ لِيَذْكُرْكُمْ الْمَنعَمَ وَيُوعِظُكُمْ فِي
شُكْرِهِ عَزَّ وَجَلَّ -“ (۸)

”یہاں نعمت سے مراد رسول کو بھیجنا، کتاب نازل کرنا،
اسلام اور دوسری نعمتوں کی توفیق دینا ہے تاکہ تم کو احسان کرنے والے
کی یاد دلائے اور اس کا شکر بجالانے کی ترغیب دے۔“ (۹)

رسول اللہ ﷺ تمام جانوں کے لیے رحمت ہیں۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ -“
”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت مارے جہان کے

لیے۔“ (۱۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو رحمت فرمایا
ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کا فضل اور رحمت ہیں
تو پھر میلاد کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
”وَأَمَّا يَتَذَكَّرُ رَبِّكَ فَحَدِّثْ -“

۲۔ سورہ احزاب: ۴۵-۴۷ ترجمہ کثر الایمان۔

۳۔ سورہ آل عمران: ۱۶۴ ترجمہ کثر الایمان۔

۴۔ سورہ الفرقہ: ۲۳۱ ترجمہ کثر الایمان۔

۵۔ سورہ مائدہ: ۷۷ ترجمہ کثر الایمان۔

۶۔ تفسیر القرآن العظیم ۳/۳۹۶ دار الفکر بیروت۔

۷۔ تفسیر ابن کثیر ۷/۶۹۱ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور۔ تفسیر ابن کثیر ۲/۴۰۲ مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

۸۔ تفسیر مظہری ۳/۷۲۲ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۹۔ تفسیر مظہری ۲/۶۲۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۱۰۔ سورہ الانبیاء: ۱۰۷ کثر الایمان۔

”اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔“ (۱۱)

اس آیت کے تحت شبیر احمد عثمانی (دیوبندی) نے یوں

لکھا ہے:

”محسن کے احسانات کا یہ نیت شکرگزاری (نہ قصد خیر و

میلات) چرچا کرنا شرعاً محمود ہے۔ لہذا جماعتِ اہل اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو

پر فرمائے ان کو بیان کیجیے۔“ (۱۲)

اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر بجا نہ لانا اور ناشکری کرنا کافروں

کا طریقہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”الَّذِينَ يَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا۔“

”کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری

سے بدل دی۔“ (۱۳)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے یوں لکھا ہے:

”اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکرِ حضرت نہیں کر سکتے

تو ہر اسرارِ یا ہر ماہ میں التزام اس کا کر لیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر

یا وعظ میرٹ دست و دل دہی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں

پھر ایامِ ماہِ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔“ (۱۴)

اور مکرینِ میلاد کے بارے میں یوں لکھا:

”جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ

ہو اور شکرِ خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔“ (۱۵)

مکرینِ میلاد کے شیخ العرب و اجم حضرت حلی امداد اللہ

بہا جگر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف قائل تھے بلکہ وہ میلاد

کراتے بھی تھے۔ ملاحظہ کیجیے:

”فرمایا کہ میلاد شریف قہامی اہلِ حرمین کرتے ہیں اسی قدر

تارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم

ہو سکتا ہے البتہ جو زیادتیوں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں اور قیام

کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل

ہوتی ہے۔“ (۱۶)

”اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکرِ ولادت شریف

حضرتِ فخر آدم سرورِ عالم ﷺ موجبِ خیرات و برکات و نفعی و آخری

ہے۔“ (۱۷)

”مشرّب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ

ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں۔“ (۱۸)

لطیفہ:

رشید احمد گنگوہی نے قہوائی رشیدیہ میں میلاد کو بدعتِ ضلالہ

لکھا ہے اور حضرت قبلہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔“

رشید احمد گنگوہی کے لٹوی کے مطابق حضرت قبلہ حاجی

صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدعتی ٹھہرے اور ایسے بدعتی کہ جنہیں بدعت

ضلالہ میں بھی لذت حاصل ہوتی ہے۔

فیصلہ مکرینِ میلاد کے ہاتھ میں ہے کہ وہ دونوں میں سے کس

کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں، ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

جس دن رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو ابولہب کی

لوٹری ٹویہ نے ابولہب کو جو شہری ستائی کہ اے ابولہب! تمہارے بھائی

عبداللہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے گھر میں پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے جب یہ

سنا تو اتنا خوش ہوا کہ اس نے اسی وقت ٹویہ کو آزاد کر دیا۔ جب ابولہب

مر گیا تو کسی نے (حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے خواب میں دیکھا اور

اس سے پوچھا کہ تمہارے اوپر کیا بیت رقی ہے؟ تو ابولہب نے جواب

دیا کہ مجھ پر سخت عذاب ہو رہا ہے لیکن جب وہ دن آتا ہے جس دن

۱۱: سورۃ الضحیٰ: ۱۱، کثر الايمان۔

۱۲: تفسیر عثمانی جلد ۲ صفحہ ۹۰۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۱۳: سورۃ ابراہیم: ۲۸، کثر الايمان۔

۱۴: الشیامۃ العبریۃ من مولد خیر البریۃ: صفحہ ۱۲۴، داران اکیڈمی لاہور۔

۱۵: الشیامۃ العبریۃ من مولد خیر البریۃ: صفحہ ۱۲۴، داران اکیڈمی لاہور۔

۱۶: شہنام امتدادیہ: صفحہ ۲۷، کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوثر امداد العثمانی النی اشرف الاخلاقی: صفحہ ۲، اسلامی کتب خانہ لاہور۔

۱۷: کتابت الشافعیہ: صفحہ ۷۸، دار الاشاعت کراچی۔

۱۸: کتابت الشافعیہ: صفحہ ۸۰، دار الاشاعت کراچی۔

میں نے اپنے بچے کی پیدائش کی خوشی میں لوٹنی کو آڑا دیا تھا تو میرے عذاب میں تخفیف کرا دی جاتی ہے اور جن انگلیوں کے اشارے سے میں نے لوٹنی کو آڑا دیا تھا ان سے پانی پلایا جاتا ہے۔

اس واقعہ و مبداء بن محمد بن عبد الوہاب نجدی نے محدث ابن جوزی کے حوالے سے یوں نقل کیا ہے:

”كَانَ عَدُوًّا لِّهٖ أَنْ يَكُونَ يَوْمَئِذٍ مِّنَ الْقُرْآنِ بِذِيهِ جُوزِي بِغَدْرِهِ مَوْلًى تَمِيَّزَ بِهِ فَصَحَّاحُ الْمَسْلُوبِ الْمُوَحِّدِ مِنْ لَقِيَّتِهِ يَسِّرُ بِمَوْلَانِهِ“ (۱۹)

نبی کریم ﷺ کے میلاد کی خوشی کی وجہ سے اللہ کے عذاب میں تخفیف ہوئی حالانکہ وہ ایسا کافر تھا کہ جس کی خدمت میں قرآن نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی اُمت کے اس مسلمان موجد کا کیا حال ہوگا جو میلاد کرتا ہے؟

غیر مقلد وہابیوں کے ترجمان مفت روزہ ”الحدیث“ لاہور کی ۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں یوں لکھا ہے:

”رسول اللہ ﷺ۔۔۔ یہ دن منایا پر اتنی ترمیم کے ساتھ کہ اسے تنہا عید میلاد نہیں رہنے دیا بلکہ عید میلاد اور عید بخت کہہ کر منایا اور منایا بھی روزہ رکھ کر اور سال بہ سال نہیں بلکہ ہر مفت منایا۔“

وہابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے میلاد کی محافل منعقد کرنے والوں کے بارے میں یوں لکھا ہے:

”وَكُنَّا قَدْ نَشِيْتُهُمْ عَلَى هَذِهِ الْمَحَبَّةِ وَكَرِهِيْتُهُمْ“ (۲۰)

یعنی اللہ تعالیٰ انکی محبت اور اس کو شش پر انگوٹھا باندھے گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کو وہابی بھی اپنا بیٹا سمجھتے ہیں، آپ نے یوں لکھا ہے:

”میں میلاد النبی ﷺ کے روزے رکھنا یا پکوانا کرتا تھا میلاد پاک کی خوشی میں ایک سال میں اتنا محکم دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بھنے ہوئے دو میں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو کیا دیکھتا

ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے روزہ روہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور آپ ﷺ شاد و بیش ہیں۔“ (۲۱)

محفل میلاد کے موقع پر انوار نازل ہوتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنا ذاتی مشاہدہ یوں بیان کیا:

”اس سے پہلے میں مکہ معظمہ میں نبی ﷺ کے مقام ولادت پر حاضر ہوا تھا۔ یہ آپ کی ولادت مبارک کا دن تھا، اور لوگ وہاں جمع تھے اور آپ پر درود و سلام بھیج رہے تھے اور آپ کی ولادت پر آپ کی بخت سے پہلے جو معجزات اور خوارق ظاہر ہوئے تھے ان کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ اس موقع پر یکبارگی انوار روشن ہوئے۔ میں کہہ نہیں سکتا کہ ان انوار کو میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھا یا ان کا ذریعہ کی آنکھ سے مشاہدہ کیا۔ بہر حال اس معاملہ کو صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ جسم کی آنکھ اور ذریعہ کی آنکھ کے عین عین کون سی حس تھی جس سے میں نے ان انوار کو دیکھا۔ پھر میں نے ان انوار پر مزید توجہ کی تو مجھے ان فرشتوں کا فیض اثر نظر آیا، جو اس قسم کے مقامات اور اس نوع کی مجالس پر متوکل ہوتے ہیں الغرض اس مقام پر میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے انوار بھی انوار رحمت سے غلط ملط ہیں۔“ (۲۲)

اعتراف:

رسول اللہ ﷺ کی ولادت تو ۹ ربیع الاول کو ہوئی تھی اور تم ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت مناتے ہو۔ یہ غلط ہے۔

جواب:

ہمارے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہے لہذا تم ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت مناتے ہیں تمہارے نزدیک یوم ولادت ۹ ربیع الاول کو ہے تم ۹ ربیع الاول کو منالیا کرو، جھڑا ختم۔

اعتراف:

رسول اللہ ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی، اس دن تو غم منانا چاہیے تم اس دن خوشی کیوں مناتے ہو؟

۱۹۔ مختصر سیرت الرسول: صفحہ ۱۲ جامعۃ العلوم الاثریۃ جہلم المملکت الاسلامیۃ الباکستان۔

۲۰۔ اقتضاء الصراط المستقیم: ۲۹۲ مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ القاہرۃ۔

۲۱۔ در تمہید فی مبشرات النبی الامین: صفحہ ۴۰۔

۲۲۔ فیوض الحرمین: صفحہ ۱۱۱ انہوار مشاہدہ، دار الاشاعت، کراچی۔

جواب

ہم اس دن خوشی مناتے ہیں وہابی غم منالیا کریں، اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ ہم خوشی اس لیے مناتے ہیں کہ اس دن رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اور وہابی اس لیے غم منائیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت پر وہابیوں کے پیشوا ایٹس لعین نے غم منایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی تاریخ وصال ۱۲ ربیع الاول نہیں ہے۔ اشرقی قانونی نے یوں لکھا ہے:

”اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور پارحویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے بس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔“ (۳۳)

اعتراض:

اسلام میں تیسری عید کہاں سے آئی؟

ملاحظہ فرمائی: ﴿تَقْبَلُ عَنْكَ اللَّهُ فَنُصِرْكَ إِلَى الْبَيْتِ﴾ اور امام راضی صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا ہے:

”صَارَ يَسْتَعْمَلُ الْعِيدُ فِي كُلِّ يَوْمٍ فِيهِ مَسْرَقَةٌ وَعَلَى ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا﴾ (۳۴)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگی۔
رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا۔
”اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کر وہ ہمارے لیے عید ہو۔“ (۳۵)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آسمان سے دسترخوان (یعنی نعمتیں) نازل فرمایا اور جس دن وہ دسترخوان نازل ہوا تھا وہ دن حضرت یحییٰ علیہ السلام کی امت کے لیے عید کا دن قرار پایا۔

پتا چلا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نعمتیں عطا فرماتا ہے وہ دن عید کا دن قرار پاتا ہے اگر دسترخوان کے نازل ہونے کا دن عید ہو سکتا ہے تو نعمت عظمیٰ یعنی رسول اللہ ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری کا دن عید کیوں نہیں ہو سکتا؟

”عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ قَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ آيَةُ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعَشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا قَالَ آيَةُ الْقَوْلِ [الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ] وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ (۳۶)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو۔ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یوم عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا (سورہ مائدہ کی یہ آیت کہ) ”آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا۔“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو (خوب) جانتے ہیں جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے تھے۔

اس حدیث پر غیر مقلد وہابی داؤد راز گور کا نوی نے یوں حاشیہ لکھا ہے:

”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب کا مطلب یہ تھا کہ جمعہ کا دن اور عرفہ کا دن ہمارے ہاں عید ہی مانا جاتا ہے اس لیے ہم بھی اس مبارک دن میں اس آیت کے نزول پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں، پھر عرفہ کے بعد والا دن عید الاضحیٰ ہے، اس لیے جس قدر خوشی اور مسرت

۳۳: نشر الطبع فی ذکر النبی الحبيب: صفحہ ۲۴۱ مطبوعہ تاج کمپنی۔

۳۴: المحررات فی غریب القرآن: صفحہ ۳۵۲ دار المعرفۃ بیروت۔ مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ۱/۲۷۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

۳۵: سورۃ مائدہ ۱۱، کثر الايمان۔

۳۶: صحيح البخاری ۲۵/۲ باب: زيادة الايمان ونقصانه، رقم ۴۵۰۵ ابن کثیر بیروت۔

ہم کو ان دنوں میں ہوتی ہے اس کا تم لوگ اندازہ اس لیے نہیں کر سکتے کہ تمہارے ہاں عید کا دن کھیل تماشے اور لہو لعب کا دن مانا گیا ہے، اسلام میں ہر عید بہترین روحانی اور ایمانی پیغام لے کر آتی ہے۔ (۱۷۱)
ہفت روزہ ”تہذیب الاحمدیہ“ لاہور نے ۷ اگست ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں یوں لکھا ہے کہ:

”مومن کی پانچ عیدیں ہیں۔ جس دن گناہ سے محفوظ رہے۔ جس دن خاتمہ پا لیں ہو، جس دن ٹپا (صراط) سے سلاحتی کے ساتھ گزرے، جس دن جنت میں داخل ہو اور جب پروردگار کے دیدار سے بہرہ ویاب ہو۔“

جب یہ پانچ دن عید کے دن ہیں تو عید میلاد النبی کو عید کہنے سے وہابیوں کے پیٹ میں مروڑ کیوں اٹھان شروع ہو جاتے ہیں؟

اعتراض:

بارہ ربیع الاول کو توروں اللہ تعالیٰ کی ولادت ہوئی تھی اب کوئی بار بار ولادت ہوتی ہے تو تم میلاد مناتے ہو؟

جواب:

قرآن تو ایک ہی بار شب قدر کو تازن ہوا تھا پھر ہر سال شب قدر کیوں منائی جاتی ہے؟

اعتراض:

حیلا کا ایسا بعد چھ سال کے ایک بادشاہ (سلطان مظفر الدین شاہ ارمل) نے کیا اس کو اکثر اہل تاریخ فارسی کہتے ہیں اہلدا یہ مجلس بدعت منالہ ہے۔ (۱۸۱)

جواب:

اچھا ہوتا کہ گنگوہی ان اہل تاریخ کے نام بھی لکھ دیتا کہ جنہوں نے سلطان مظفر الدین شاہ ارمل کو فاسق لکھا ہے۔ تعصب ضد ہٹ دھرمی اور سینڈ وری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے لیکن دیوبندی ان تمام حدود کو بھی عبور کر چکے ہیں شرم و حیا دیوبندیوں سے ہمیشہ کے لئے

رخصت ہو چکی ہے جس سلطان مظفر الدین شاہ ارمل کو گنگوہی جیسے کذاب نے فاسق کہا ہے وہ سلطان مظفر الدین شاہ ارمل سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہنوئی تھے اور اہل تاریخ نے انہیں فاسق نہیں انتہائی نیک سیرت، رحمدل اور نیک لکھا ہے۔

نوٹ:

اس موضوع پر مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ ”تعارف شاہ ارمل“ کا مطالعہ انتہائی سودمند ہے۔

قرآن مجید پر اعراب حجاج بن یوسف نے لگوائے تھے جو انتہائی ظالم گورز تھا جس کے حکم پر ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو قتل کیا گیا جن میں حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے صحابہ بھی شامل ہیں اسی کے حکم پر کعبہ شریف پر سنگ باری کی گئی تھی لیکن آج کسی دیوبندی وہابی میں جرأت نہیں کہ وہ قرآن مجید کے اعراب کو بھی بدعت منالہ کہیں۔

دیوبندی ملاں کا فتویٰ کہ سالگرہ منانا جائز ہے یہی دیوبندی ملاں گنگوہی جس نے میلاد کو بدعت منالہ لکھا ہے، کے پاس کسی نے استفتاء بھیجا کہ: ”سالگرہ بچوں کی اور اس کی خوشی میں اطعام اطعام کرنا جائز ہے یا نہیں؟“

گنگوہی نے اس کا جواب یوں لکھا:

”سالگرہ یا وادشت عمر اطفال کے واسطے کچھ خرچ نہیں معلوم ہوتا اور بعد چند سال کے بعد اللہ تعالیٰ کھلاتا بھی درست ہے۔“ (۱۸۲)
”واہ دیوبندیوں کے مجدد“ تیرے کیا کہنے! مجلس میلاد تو بدعت منالہ اور عیسائیوں کی رسم سالگرہ میں کچھ خرچ نہیں۔ چلو میں پانی لو اور اس میں ڈوب کر مر جاؤ۔

بقیہ صفحہ نمبر ۷ پر.....

علامہ بخاری شریف مترجم (۲۶۴۸) ہجری جمعیت اعلیٰ حدیث ہند۔

۱۸۱۔ رشید احمد گنگوہی کی ”تہذیب الاحمدیہ“

۱۸۲۔ زیادات رشیدیہ جلد ۶۶ دارالاسلام لاہور۔

آخری قسط

کلامِ رضا اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ

مولانا اختر الہ آبادی

وہ عرصہ ہوا مدینے میں مصطفیٰ بن کر اتر آئی ہے
(تغذی اللہ)

حضرت حافظ پبلی بھتی بھی نعت گوئی کے بل سراط سے
سلامت روی کے ساتھ پار نہ ہو سکے۔ حبیبِ خدا کو خدا کے منصب پر
بٹھانا نعت گوئی نہیں بلکہ بھٹکانا ہے۔

کون سا پرہا کھاسنی ہے جس نے بلبلِ بارخ مدینہ، عاشقِ
رسول، حضرت کرامت علی شہیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نہ سنا ہوگا۔ ان
کا مندرجہ ذیل شعر پاک و ہند کے بچے بچے کی زبان پر آج بھی جاری
ہے:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قص جس وقت ٹوٹے طائرِ روح مقید کا
مگر فردوسِ نعت کی سیر کرتے ہوئے لاشعوری طور پر وہ بھی
کافلوں میں الجھ کر رہ گئے۔ چنانچہ اسی نعت شریف کا ایک شعر یہ بھی
ہے:

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے
زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا
یہ شعریوں تو محبت سرکار مدینہ کے عطر میں ڈوبا ہوا ہے اور
ہر لفظ سے شہیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت و عقیدت کا جام چھلکا ہے
ہوا نظر آ رہا ہے لیکن منہ چومنا، بوسہ دینا، انسانی فعل ہے جس سے ذات
باری تعالیٰ پاک اور منزہ ہے۔ حضرت بیوم وارثی کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
— گزشتہ سے پیوستہ —

اللہ بخش دے جو وہ شیطان کے ہوں شفیق
ہم مجرموں کے جرم تو ہیں تو کس حساب میں (۱)
اسی طرح کا ایک شعر ملاحظہ ہو:
آیا خیالِ انجمنِ لامکاں ہمیں
دیکھے کبھی جو عاشق و معشوقِ ڈاب میں (۲)
اس شعر کا معرکہ ثانی متذلل ہے۔ انجمنِ لامکاں و ہرم
اسرائیلی میں خدا میں خدا اور حبیبِ خدا کی ملاقات کہاں اور دنیاوی عاشق
و معشوق اور ان کا ڈاب کہاں۔ مندرجہ بالا دونوں اشعار کا مضمون و تحلیلی
معنی بر تفحیک و ابتذال ہے جو نعت کیلئے قطعاً نامناسب اور خلافِ ادب
ہے۔ مشہور نعت گو شاعر، حضرت حافظ پبلی بھتی کا شمار بھی اساتذہ نعت
میں ہوتا ہے، ذرا ان کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے:

وہی جو مستویِ عرش تھا خدا ہو کر
اتر گیا ہے، مدینے میں مصطفیٰ ہو کر
جو ذاتِ عرشِ معلیٰ پر خدا کے نام سے مستوی تھی اب وہ
مصطفیٰ کا نام اختیار کر کے مدینے میں تشریف لے آئی ہے۔ موصوف کا
یہ تجزیل ہی کون سا کم قابلِ اعتراض ہے لیکن لفظ تھا کے تیر تو ملاحظہ
ہوں۔ بات کہاں پہنچی کہ اب وہاں خدا نام کی کوئی ذات نہیں ہے، جو
ذات کبھی تھی:

۱: "محمد خاتم النبیین" ص: ۶۵۔
۲: "محمد خاتم النبیین" ص: ۶۵۔

عشق کی ابتدا بھی تم، حسن کی انتہا بھی تم
رہنے دو راز کھل گیا، بندے بھی تم خدا بھی تم
موصوف نعت کوئی کی حد سے کہتے پرے نکل گئے ہیں۔

غریبکامبرینائی، حسن کا کوڑی، حافظ بلی بھٹی، اور شہیدی
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اردو نعت کے اساتذہ فن ہیں جن کی
خدمات تاریخ نعت کوئی ہرگز فراموش نہیں کر سکے گی۔ ان حضرات کے
خلوص نیت اور جذبہ عقیدت پر کوئی کوتاہ نہیں اور تنگ نظری شک کرے
گا۔ اگر ان حضرات کو اپنی شرعی تعزوشوں پر آگاہی ہو جاتی تو یقیناً وہ اس
قسم کے اشعار بدل دیتے اور آئندہ کیلئے نمائندہ ہو جاتے۔

موجودہ دور کے نعت گو شعراء میں صرف جناب اعظم چشتی
صاحب کے چند اشعار پیش کرتا ہوں۔ جن کا نعتیہ کلام ملک کے مقبول
اور کثیر الاشاعت رسائل و جرائد کی زینت بن رہا ہے اور یو پاکستان
سے بھی اکثر فردوس گوش ہوتا رہتا ہے۔ بہت اچھی نقیص لکھتے ہیں،
پڑھتے بھی خوب ہیں، آواز پات دار اور گلے میں قدرتی سوز ہے۔
پڑھتے وقت مجسم شعر بن جاتے ہیں۔ نوجوان شاعر ہیں، تاریخ نعت
گوئی کو ان سے مستقبل میں کافی توقعات ہیں۔ (یاد رہے کہ یہ مضمون
اس وقت لکھا گیا جب محمد اعظم چشتی زندہ تھے) جناب کوثر نیازی نے ان
کے مجموعہ کلام پر دیباچہ لکھتے ہوئے موصوف کو نعت خوان اعظم کہا ہے۔
دیباچے میں ایک جگہ لکھا تھا:

وہ نعت کیلئے غزل کا بے استعمال کرتا ہے مگر شریعت کا مزاج
برہم نہیں ہوتا۔ (۲)

مگر جہاں تک احقر نے ان کے کلام کا مطالعہ کیا ہے بعض
جگہ موصوف کا قلم بھی شاہراہ شریعت کو چھوڑ کر الو بیت کی حدود میں
ہو گیا ہے، جس سے شریعت کا مزاج تو کیا پورا نظام شریعت ہی برہم
برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔

موصوف کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

انسانیت کو بخشی وہ معراج آپ نے
ہر آدمی کھینچ لگا ہے، خدا ہوں میں (۳)
موصوف کے نزدیک سرور کون و مکان ﷺ نے انسانیت
کو جہالت اور بت پرستی کی پستی سے اٹھا کر اعلیٰ اخلاق کا درس دے کر
وہ عروج بخشا کہ ہر آدمی اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگ گیا ہے۔

نبی اکرم، ہادی اعظم ﷺ کا عالم انسانیت کو توحید کا سبق دینے
اور سب کو ایک خدا کے وحدۃ لا شریک کے سامنے جھکانے کیلئے تشریف
لائے تھے نہ کہ تعویذ باللہ انسانوں کو خدا بنانے کیلئے۔ ایک انسان شرف
انسانیت سے کتنا ہی مشرف کیوں نہ ہو جائے، کتنا ہی عروج کیوں نہ
پالے لیکن اپنی ترقی ہرگز نہیں کر سکا کہ وہ خدا ہو جائے۔ بندوں
کو خدا سمجھنا انسانیت کا منزل تو ہے معراج ہرگز نہیں۔

ایک اور شعر ہے:

عبد و معبود میں ہے نسبت تام
ہے محمد بھی احمد بے مہم (۵)
موصوف کے نزدیک بندے اور خدا میں اس وجہ کمال
نسبت ہے کہ بایں تعلق و نسبت حضرت محمد ﷺ بے مہم کے احمد یعنی
احد (خدا) ہیں۔ (استغفر اللہ)

مزید لکھا ہے:

عقل کہتی ہے مٹنا کہئے
عشق چاہ ہے خدا کہئے
مفہوم ظاہر ہے۔ نہ جانے اعظم صاحب اپنے اشعار میں
لفظ خدا کن معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

مزید ملاحظہ ہو:

نہاں تابو در پردہ، خدا بود
چہاں ظاہر شد، محمد مصطفیٰ بود (۶)
اعظم چشتی صاحب کے نزدیک وہ جب تک پردے میں تھا

۳۔ "غیر اعظم" ص: ۷۱۔

۴۔ "غیر اعظم" ص: ۷۷۔

۵۔ "غیر اعظم" ص: ۷۱۔

۶۔ "غیر اعظم" ص: ۷۶۔

اس کا نام خدا تھا اور جب پردے سے ظاہر ہوا تو محمد مصطفیٰ بن گیا۔ یہ شعر حافظ جلی بھتی کے اردو شعر کا فارسی ترجمہ جو پیچھے مذکور ہوا۔ یہ بھی لکھا ہے:

آگنی سامنے آنکھوں کے اللہ کی صورت

آئے سرکار جو اللہ کی بدہاں بن کر (۷)

یعنی ان کے نزدیک رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ایسی روشن دلیل بن کر تشریف لائے کہ خدا کی صورت ہی سامنے آگئی۔ کیا خدا کی بھی شکل و صورت ہے؟ کیا حضور ﷺ فطرتاً و تشاداً نے یہ فرمایا ہے کہ میری صورت خدا جیسی ہے یا میں خدا کا ہم شبیہ ہوں؟

یہ شعر بھی قابل غور ہے:

خالق عرش، سر عرش، یہ صد رعنائی

جلوہ فرما ہے یہ اعزاز دگر آ کی رات (۸)

موصوف کے نزدیک اللہ رب العزت معراج کی رات میں تمام رعنائیوں کے ساتھ کسی دوسرے ہی اعزاز میں سر عرش جلوہ افروز تھا۔۔۔۔۔ لفظ رعنائی خالق عرش کیلئے غور طلب ہے۔ جب کہ علمائے کرام نے حبیب خدا کیلئے بھی اس لفظ کا استعمال منع فرمایا ہے۔ غور طلب ہے کہ اس بے نیاز کورعنائیوں کی ضرورت ہی کیا؟ کیا پہلے وہاں کسی چیز کی کمی ہے؟ جتنے سنور نے اور آرائش حسن و زیب و زینت کی احتیاج انسان کو ضرور ہے لیکن وہ بے نیاز تو نور ہی نور ہے جس میں نہ کی ممکن شدایدی۔

خود میرے نانا جان، حضرت مولانا حافظ سید راحت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں دور کے جید عالم تھے اور جو چور کے جید علماء میں جن کا شمار تھا اور جن کی نظر علوم شرعیہ میں بڑی گہری تھی، وہ بھی اسی طرح ہلک گئے تھے۔

چنانچہ موصوف کا ایک شعر ہے:

مدح سرور ہر دو جہاں ہے

زبان اللہ کی، میری زبان ہے

اس شعر میں دوسری گرفت ہیں۔ ایک تو ذات باری تعالیٰ

کی زبان بتانا حالانکہ وہ زبان سے پاک ہے۔ دوسرے اپنی زبان کو

زبان قدرت سے تشبیہ دینا اور مدحت نگاری میں ہمسری کا دعویٰ مندوبہ بالآخر یہ تنقید سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ میدانِ نعت گوئی میں بڑے بڑے شہسوار ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اس پہلے سراط سے سلاستی کے ساتھ گزر جانا ہر کسی کا کام نہیں۔

حاشا اللہ! مندوبہ بالا اشعار پیش کرنے سے میرا مقصد ہرگز ان حضرات کو نشانہ تنقید نہیں ہے اور نہ یہ میرا منصب ہے۔ لیکن یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ گلستانِ نعت چمن آرائی و چمن بندی میں ان بزرگوں کے دامنِ شاعری بھی کانٹوں میں الجھ جانے کی وجہ سے وریدہ نظر آتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حبیب ہیں، مظہر کامل ہیں، سراپا نور ہیں، خدا کی عطا سے مالک خزان اللہ اور قاسم نعمت الہیہ ہیں، خیر البشر اور افضل الخلائق ہیں، یہ عطائے الہی و اتائے غیوب ہیں، باعث ایجاد خلق ہیں، بعد از خدا سب بزرگ و برتر ہیں لیکن خدا ہرگز نہیں بلکہ خدا کے بندے اور سب سے برگزیدہ و رسول ہیں۔

نعت میں مبالغہ جائز کسی مگر اس حد تک بھی نہیں کہ فرق مراتب کی تمام حدود و پامال ہو جائیں اور عہد و جمود میں کوئی امتیاز ہی باقی نہ رہے۔ پھر یہاں مبالغے کی ضرورت کیا جبکہ محمود پاک چھپچھپ سراپا روشن حقیقت ہیں۔ آپ کا ہر وصف مبنی بر صداقت اور آپ کی ادائیگی جاگتی چمکی ہے۔ یہاں مبالغے کا سہارا لینا آخر کس غرض سے؟

اس کے برعکس جب آپ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ و عنہما کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کریں گے تو ہرگز اس قسم کی آلودگی نہ ملے گی۔ آپ کا کلام افراط و تفریط سے پاک اور مبالغہ آرائی سے مبرا ہے۔ قرآن و حدیث کے مطابق ایسے سلیقے سے آراستہ کیا ہے کہ شاعرانہ عظمت کی تصویر منہ سے بول رہی ہے۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو آپ کو نعت گو اساتذہ میں منفرد مقام دلوائتی ہیں۔ آپ نے گلستانِ نعت کو ایک ماہر فن باغبان کی حیثیت سے سجایا ہے اور اس میں رنگارنگ گل پتوں کا اضافہ کیا ہے، جن کی شگفتگی اور تازگی میں جمالِ مصطفویٰ کا شباب و نکھار اور عشقِ حبیب کی ابدی خوشبو اور بہار ہے۔

کیا صفر میں بلائیں اترتی ہیں؟

مولانا فضل عفی القادر الاشرقی

”قرآن کریم“ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:
”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ
بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ“

”اے ایمان والو! کثیر ظن سے بچنا سیکے کہ بعض ظن (گمان) گناہ ہوتے ہیں۔“ (جس کا ثبوت نہ ہو)
ایسے ہی لوگ فال لیتے ہیں، اچھی فال لینا درست ہے لیکن بد فال لینا بد شکونی کرنا ممنوع ہے۔

”لا اعدوی“

عرب والوں میں مشہور تھا کہ بیماریوں میں عقل و شعور ہوتا ہے اور وہ بیماری اڑ کر دوسرے کو لگ جاتی ہے تو اس حدیث پاک نے اس نظریہ کو باطل کیا ہے۔

اگر اس حدیث کو عموم پر رکھیں تو پھر ڈاکٹروں اور طبیعوں کا نظریہ بھی باطل ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ بعض بیماریاں متعدی ہوتی ہیں۔ جیسے جذام، خارش، چھچک، منہ یا بغل کی بو، آشوب، چشم، وبائی بیماریاں۔

اس حدیث نے تمام دھموں اور اس طرح کے خیالات کو دور کر دیا۔ آج کل تو لوگ اتنے جدید ہو گئے ہیں کہ ایک دوسرے کے گھاس میں پانی تک نہیں پیتے اور نفرت کرتے ہیں کہ کہیں کوئی بیماری نہ لگ جائے۔ اس حدیث شریف نے اس وہم کو بھی دور کر دیا۔

حالانکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

”مؤمن کے جوٹھے میں شفاء ہے۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدُوِّي وَلَا ضِمِيرَةٌ وَلَا هَامَةٌ وَلَا صَفَرٌ وَكَرَّ مِنَ الْمَجْدُودِ كَمَا تَقَرُّ مِنَ الْأَسَدِ“ (۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ مرض کا اڑ کر لگنا ہے، نہ پرندہ، نہ اٹو اور صفر کوئی چیز نہیں اور کوڑھی سے ایسے بھاگے جیسے شیر سے تم بھاگتے ہو۔“

آج کل ہمارے معاشرے میں ایسا رواج ہے کہ اگر طبیعت اور خواہش کے خلاف کوئی کام ہو جائے یا کوئی نقصان ہو جائے تو فوراً شکوک و شبہات میں پڑ جاتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں پر الزام لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ اس نے مجھ پر جادو کیا ہے جب تک ثبوت نہ ملے اس وقت تک کسی کے خلاف بدگمانی کرنا جائز نہیں۔

حدیث شریف میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”لَا يَصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَوْقَهَا أَوْ فَوْقَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ“
”کہ بندے کو کوئی بھی تکلیف نکتہ کے برابر یا اس سے زیادہ یا اس سے کم پہنچے یا اس کے گناہوں کے سبب ہے۔“

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی آیت پڑھی:
”وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ“
”اور تمہیں جو مصیبت پہنچے وہ تمہارے ہاتھوں کی وجہ سے

ہے۔“

”بحاری“

”وَلَا طُورَ لَهُ“

”طُور“ ”طا“ کے زیر اور ”یا“ پر زبر پڑھنا اور ”یا“ ساکن پر حنا دونوں طریقوں سے۔

اہل عرب جب کسی کام کیلئے نکلے تو پرندہ چھوڑتے اگر پرندہ واپسی جانتا تو وہ کام کرتے اور اگر بائیں جانب مڑ جاتا تو اس کام سے رک جاتے اور اگر اُپر بچے جاتا تو کہتے اس کام میں دیر ہے۔ اس غلط عقیدہ کو بھی باطل کر دیا کہ ”طیرۃ“ کچھ بھی نہیں۔ بدقالی جائز نہیں ممنوع ہے۔ اس کو حدیث شریف میں مشرکوں کے عمل سے تعبیر کیا گیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الطُّيْرَةُ شِرْكٌ قَالَ لَهُ ثَلَاثًا وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَذْهَبُ بِالتَّوَكُّلِ أَبُو دَاوُدَ۔“

”کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدھگونی شرک ہے (مشرکوں کی رسولوں میں سے ہے) اسکو تین مرتبہ فرمایا۔ اور ہم سے نہیں مگر اللہ اس کو توکل کے سبب ختم کر دیتا ہے۔“

جتنا توکل مضبوط ہوگا اتنا ہی وہ بدھگونی سے محفوظ ہوگا۔ لیکن اچھی قال لینا درست اور جائز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ أَنْ يَسْمَعَ يَارَاشِدُ يَأْكُفُّهِ۔“

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کیلئے نکلے تو آپ کو پسند ہوتا کہ آپ مبارکباد مانجھیں۔“ (۲)

”آپ اگر کسی ہستی میں جاتے تو اس کا نام پوچھتے اگر اس کا نام آپ کو پسند ہوتا تو آپ خوش ہوتے اور خوشی آپ کے چہرے سے ظاہر ہوتی۔“ (۳)

”وَلَا هَامَةَ“

عرب والوں کا خیال تھا کہ میت (مقتول) کے سر یا روح سے پرندہ بن جاتا ہے اور وہ پانی مانگا رہتا ہے جب تک مقتول کا بدلہ نہ لے۔

۲۔ عمر مذہبی۔
۳۔ ابوداؤد۔

اور بعض لوگوں کا نظریہ تھا کہ میت مقتول کی روح کی شکل میں آجاتی ہے اور جس گھر میں بیٹھ کر وہ بولے تو وہ گھر ویران ہو جاتا ہے اس نظریہ کو باطل کیا کہ بدقالی یہ کوئی چیز نہیں۔

”وَلَا صَفَر“

یہ تیسرے صفر کا معنی ہے خالی ہونا:

”لِيَخْلُوَهُمُ مِنَ الطَّعَامِ وَيَخْلُوَ مَعَهُمْ مِنْ الزَّادِ۔“
”کہ انکے گھر طعام (کھانے) اور زاد سے خالی ہوتے۔“

دوسری وجہ:

ذوالحجہ ذوالقعدہ اور محرم میں لڑائی نہ لڑتے تھے ان مہینوں میں ان کے نزدیک جنگ و جدل کرنا جائز نہ تھا جو نبی محرم ختم ہوتا تو اپنے گھروں سے نکل جاتے اور گھروں کو خالی چھوڑ جاتے اس وجہ سے اس کو صفر کہتے ہیں۔

صفر سے مراد یا تو یہی ماہ صفر ہے جس کو اب بھی لوگ منہوں کہتے ہیں حالانکہ ان کا زعم (گمان) باطل ہے اسلئے کہ قرآن وحدیث میں اس کی محسوس پر کوئی دلیل نہیں یہ محض لوگوں کے خیالات باطلہ اور زعم فاسدہ ہیں۔

”قرآن کریم“ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”أَنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ ثَلَاثُ عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔“

”اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ (۱۲) ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جب سے زمین آسمان بنے ہیں ان میں چار مہینے عظمت و کرم والے ہیں۔“

اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور ذوالحجہ پر ختم ہوتا ہے اسلامی سال میں ۳۵۴ دن اور دن کا تہائی حصہ ہوتا ہے اور اسلامی مہینہ شمسی ۲۹ اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۳ پر۔

امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ

حضرت محمد الفاتح کی نظر میں

مولانا شہزاد محمد عیسیٰ چوہدری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی معروف بہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات پر صغیر پاک و ہند میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے آپ ہی کے بارے میں کہا تھا کہ

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لہ پے
وہ خاک گر جو زیرِ فلک ہے مطلعِ انوار

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں ایک بہت بڑے فتنے نے جنم لیا۔ ہندوستان کے مغل بادشاہ اکبر نے مسلمانوں اور ہندوؤں کو ملا کر ایک نیا و حرم دین اکبری ایجاد کیا اور اس نو ساخت دین کو دین الہی کا نام دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اس کا قلع قمع کیا اور فاروقی ضرب سے اسے ہمیشہ کیلئے جنم رسید کر دیا۔ چنانچہ آج اس دین کا ایک بھی پیر و کار نہیں ملتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امت مسلمہ کو مکتوبات کی صورت میں علوم و معارف کا ایک عظیم اور بے مثال تحفہ عطا فرمایا جو صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی اپنی افادیت کو قائم رکھے ہوئے ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سید محمود کے نام ایک مکتوب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یوں لکھا:

”چند اہل بزرگواران و اذواق صحت خبر البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰات و التسلیمات بطریق اندراج نہایت کہ در ہدایت آن میسر میشد کہ کمال اولیاء امت را در نہایت کم است کہ دست دھندہ نہاد و حشی قاتل حمزہ علیہ

الرحمۃ کہ یک بار در صحت خبر البشر سیدہ بود از او پس قرنی کہ خیر التابعین ست افضل آمد سبیل عبد اللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابراہیم افضل معاویہ امر عمر ابن عبد العزیز فقال العبد الذی وعل انفس فرس معاویہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیر من عمر بن عبد العزیز کذا ما قس باید اندیشید گمروہے کہ در ہدایت ایشان نہایت دیگران مستدرج مگرد و نہایت ایشان چہ خواہد بود در درک دیگران چہ طور خواہد گنجید۔“ (۱)

”ان بزرگوں کو حضور خیر البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰات و التسلیمات کی پہلی صحبت میں ہی بطریق اندراج نہایت و در ہدایت وہ کچھ میسر آ گیا جو کمال اولیاء امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی کم ہی میسر آتا ہے۔ لہذا وحشی علیہ و رحمۃ اللہ قاتل سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صرف ایک بار صحبت خیر البشر علیہ و علیہ وسلم کے اندر ان میں پہنچا، حضرت اویس قرنی سے جو خیر الایمان ہیں، افضل قرار پایا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا حضرت معاویہ افضل ہیں، یا حضرت عمر بن عبد العزیز؟ تو آپ نے جواب دیا:

”وہ غبار جو حضور علیہ و علیہ وسلم کے ساتھ حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کسی درجے عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے۔ تو سوچنا چاہیے کہ جس گروہ کی ابتداء میں دوسروں کی نہایت و درج ہے، ان کی نہایت کیسی ہوگی، اور دوسروں کے علم میں ان کی نہایت کیسے آسکتی ہے؟

خان اعظم کے نام ایک دوسرے مکتوب میں یوں لکھا:

از مکتوبات امام ربانی ۷۴۶/۱ مکتوب ۵۸ در مطبع نولکشور لکھنؤ۔

”شخصی از عبداللہ بن مبارک قدس سرہ سوال کرد ایہما افضل معاویہ ام عمرین عبدالعزیز قال الغبار الذی دخل آلف قرس معاویہ تبع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خیر من عمرین عبدالعزیز کذا مرثۃ“ (۲)

”ایک شخص نے عبداللہ بن مبارک قدس سرہ سے سوال کیا: ”امیر معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟“ تو آپ نے جواب دیا:

”وہ غبار جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کی مرتبہ عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔“

یہی عبارت مکتوبات اردو ۲۵۷ مکتوب ۷۷ میں بھی موجود ہے۔ کسی بھی صحابی میں عیب تلاش کرنے والے کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں عیب لگانے والا قرار دیا ہے۔ مرزا فتح اللہ حکیم کے نام ایک مکتوب میں یوں لکھا ہے:

”طعن کردن در اصحاب فی الحقیقہ طعن کردنست بہ پیغمبر خدا جل شانہ (مَا مِنْ رَسُولٍ لِّهِ مِنْ لَدُنْ یُوقِرُ اصْحَابَہٗ) چہ خبت اینہما متجر بہ خبت صاحب ایشان میشود دعویٰ باللہ سبحانہ من هذا الاعتقاد السوء۔“ (۳)

”صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں عیب لگانا درحقیقت پیغمبر خدا جل شانہ کی ذات میں عیب لگانے کے مترادف ہے۔ اس شخص کا رسول خدا پر بھی کوئی ایمان نہیں جو صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر کا منکر ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام میں یہ بحث و خرابی کا پایا جانا درحقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں خبت و خرابی ہونے کا باعث ہے۔ ہم ایسے بے اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔“

صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات کے بارے میں ایک مکتوب میں یوں لکھا ہے:

”ہر گز در اصول اختلافیہ ندارند اگر اختلاف است

در فروغ ست و شخصہ کہ طاعن بعض است از متابعت جمیع محروم ست۔“ (۴)

”ان کا آپس میں اصول کے اندر قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا۔ ان کا آپس کا اختلاف صرف فروغ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ شخص جو بعض صحابہ میں عیب لگاتا ہے سب کی متابعت سے محروم ہے۔“

آپ نے دونوں گروہوں کو باجوہ قرار دیا ہے، چنانچہ اپنے مکتوب میں یوں لکھا ہے:

”اختلافی کے درمیان اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام واقع شدہ نہ از هوای نفسانی بود چہ نفوس شریفہ ایشان ترکہ یافتہ بودند از امار گھے باطنیان و غلیبہ هوای ایشان تابع شریعت شدہ بود بلکہ آن اختلاف مبنی بر اجہاد و بدو اصرار حق پس مخطی ایشان نیز درجہ واحدہ دارد و عند اللہ مصیب راہو درجہ اند پس زبان را از جفای ایشان باز باید داشت و علم را بہ نیکی یاد باید کرد۔“ (۵)

”اختلاف جو حضور ﷺ و حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام میں واقع ہوئے ہرگز خواہش نفس کے تحت نہیں تھے۔ کیونکہ ان پر رنگوں کے نفوس ترکہ حاصل کر چکے تھے اور امارگی سے نکل کر اطمینان کے مقام پر قائم ہو چکے تھے۔ ان کی خواہشات شریعت کے تابع ہو چکی تھیں۔ بلکہ وہ اختلاف اجتہاد اور حق کی سر بلندی پر مبنی تھا۔ لہذا جو خطا پر تھے ان کے لیے ایک درجہ ثواب الیہ اور جو حق پر تھے انھیں دوسرا درجہ ثواب حاصل ہوگا۔ اس لیے زبان کو ان کی شان کے خلاف کچھ کہنے سے روکنا چاہیے اور سب کو اچھائی سے یاد کرنا چاہیے۔“

حضرت خواجہ ہاشم لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح حیات پر ایک کتاب ”زبد القامات“ لکھی ہے جس میں ایک

۱۔ مکتوبات اہل علم ربانی ۱/ ۸۵ مکتوب ۶۶۔

۲۔ مکتوبات اہل علم ربانی ۱/ ۳۸۱ مکتوب ۸۰۔

۳۔ مکتوبات اہل علم ربانی ۱/ ۴۶۱ مکتوب ۸۰۔

۴۔ مکتوبات اہل علم ربانی ۱/ ۵۶۱ مکتوب ۸۰۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَا لَهُ شَاكِرِينَ إِلَّا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ

مرتبہ

حاجی محمد ایوب منگا

علی اللہ جیلانی

محمد طاہر

علی رضا منگا

0333.8499084



محمد طاہر

اورنگزیب منگا

0333.8496721

امپورٹڈ ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

ڈائمنڈ کی ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

قادر بہ اسٹریٹ، گرائفٹس 0346.6873918
خانقاہ الاسلامیہ، آغا پورہ ایتھ 0312.6873918

حیدر گولڈ پلازہ، صرافہ بازار، گجرات

Ph:053.3511327

2012 اہل سنت

کے شماروں کے ڈائلوں کی ایک مجموعہ



0333.8403147
0313.9292373

دفتر مائتھہ "اہل سنت" المائتھہ الشریعہ فی پاکستانی ہجرت